تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر اُستوار — لا کہیں سے ڈھونڈ کر اَسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

بانی : اقتدار احمد مرحوم — ۱۱/ مارچ ۱۹۹۸ء — مدیر : حافظ عاکف سعید

انقلابی نظریات کا استحضار اور انقلابی جذبہ کی آبیاری بذریعہ تلاوت قرآن

مجاہدانہ تربیت کے لئے سب سے پہلی لازمی چیز یہ ہے کہ جو شخص بھی اس میدان میں آئے اس کا اپنے اِس انقلابی نظریہ کے ساتھ شعوری تعلق پختہ سے پختہ تر ہوتا چلا جائے۔ اگر کہیں اپنے انقلابی نظریہ کے ساتھ ذہنی تعلق کمزور ہو جائے گا تو وہ شخص مضحل ہو جائے گا اور پھر وہ انقلابی کام نہیں کر سکے گا۔ یہ ہے وہ مقصد جس کے حصول کے لئے قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں سب سے زیادہ زور قرآن حکیم کی تلاوت پر دیا گیا ہے۔ نہایت نامساعد ماحول اور شدید ترین مخالفت کے دنوں میں نبی اکرم ﷺ کو یہی حکم دیا جا رہا ہے: "اُتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ" (العنکبوت : ۴۵) "(اے محمد ﷺ) تلاوت کرتے رہا کرو اس کتاب کی جو اللہ نے آپؐ پر نازل کی ہے" —— غور کیجئے کہ یہ حکم صرف حضورؐ کو نہیں ہے بلکہ آپؐ کی وساطت سے تمام اہل ایمان کو دیا جا رہا ہے کہ اگر اس انقلاب کے لئے تمہیں اپنے آپ کو تیار کرنا ہے تو تمہارا شعوری اور ذہنی و قلبی تعلق اس نظریہ کے ساتھ مضبوط ہونا چاہیے۔ اگر وہ کمزور پڑ جائے گا تو اس جدوجہد کے لئے جو جذبہ درکار ہے وہ بھی مضحل ہو جائے گا —— آگے فرمایا : وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ "اور نماز کو قائم رکھو' بلاشبہ نماز فحش اور برے کاموں سے روکنے والی چیز ہے"۔

یہاں دو چیزیں جمع کر لیں' یعنی قرآن اور نماز۔ اس لئے کہ نماز کا جزو اعظم بھی قرآن ہے۔ قرآن کا لب لباب سورۂ فاتحہ ہے' اس کی تلاوت نماز کی ہر رکعت میں لازمی ہے۔ اس کے ذریعے سے توحید کے ساتھ ہمارے ذہنی رشتہ کی استواری اور ہمارے عہد کی تجدید ہوتی ہے۔ چنانچہ جب ہم پڑھتے ہیں : ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ○﴾ تو ہم توحید نظری یا توحید فی العقیدہ کا اعادہ کرتے ہیں اور جب ہم کہتے ہیں : ﴿اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ○﴾ تو ہم توحید عملی یعنی اللہ کی عبادت و استعانت کا اقرار کرتے ہیں —— اسی طرح سورۂ کہف اُس زمانے میں نازل ہوئی جبکہ مکہ میں قریش کی طرف سے حضور ﷺ کے قتل کا فیصلہ کیا جا چکا تھا۔ یہ مکی دور کا آخری حصہ ہے۔ اس میں حضورؐ کو کیا حکم دیا جا رہا ہے! ﴿وَاتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتٰبِ رَبِّكَ' لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ' وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا○﴾ "(اے نبی ﷺ) تلاوت کیا کرو اس کتاب کی جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف وحی کی گئی ہے۔ اس کی باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں۔ اور تم اس کے سوا کوئی جائے پناہ نہ پاؤ گے"۔ یاد رہے کہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تمام اہل ایمان بھی اس حکم کے مخاطب ہیں کہ اِس کتاب کی تلاوت کرو اور اس کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط بناؤ۔ اِس کتاب کے ساتھ جس کا تعلق جتنا مضبوط ہو گا اتنا ہی انقلابی نظریہ کے ساتھ اس کا شعوری اور قلبی تعلق مضبوط ہوتا چلا جائے گا۔

(اقتباس از : "منہج انقلاب نبوی" تالیف : ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

بھارت میں بی جے پی کی انتخابی کامیابی کے مضمرات!

یوں تو ۱۸۵۷ء کی ناکام جنگ آزادی میں تمام اہل ہند نے بلاامتیاز مذہب و رنگ و نسل بھرپور حصہ لیا تھا' لیکن تاریخی حقائق شاہد ہیں کہ مسلمانوں نے اِس جنگ میں مرکزی رول ادا کیا تھا۔ اغلباً اِس کی وجہ یہ تھی کہ تخت دہلی بھی انگریز نے مسلمانوں ہی سے چھینا تھا اور مسلمانوں کو اِس کا شدید قلق تھا۔ لہٰذا بغاوت فرو ہونے کے بعد مسلمانانِ ہند انگریز حاکموں کے انتقام کا نشانہ بنے' اُنہیں ہر لحاظ سے اور ہر سطح پر بری طرح دبا دیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کے لیڈر جو اُس وقت تک اکثر و بیشتر علماء کرام ہی تھے' نے مساجد اور مدارس میں پناہ لے لی اور "قال اللہ" اور "قال الرسول" تک خود کو محدود کر لیا اور باہر کی دنیا سے بالکل کٹ گئے اور مسلمان عوام حاکموں کی سختیوں کی وجہ سے شدید ترین اِقتصادی مسائل کا شکار ہو گئے اور اُن کی عظیم اکثریت کے لئے دو وقت کی روٹی سے آگے اپنی سوچ کو بڑھانا اِنتہائی مشکل ہو گیا۔ اُدھر یورپ میں جمہوریت اور آزادی رائے کا غلغلہ اپنے عروج پر تھا جس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اہل ہند نے اپنے سیاسی حقوق کے حصول کے لئے ایک سیاسی تنظیم بنانے کا فیصلہ کیا اور ۱۸۸۵ء میں آل انڈیا کانگریس وجود میں آ گئی۔ اِنصاف کا تقاضا ہے کہ یہ تسلیم کیا جائے کہ اِس تنظیم کے قیام میں مرکزی اور بنیادی رول ہندوستان کے ہندو نے ادا کیا۔ کانگریس بڑے منظم اور سائنٹیفک انداز میں آگے بڑھی اور اہل ہند کے لئے بنیادی سیاسی حقوق کے حصول سے بات آگے بڑھا کر مکمل آزادی کا مطالبہ کر دیا اور "ہندوستان چھوڑو" کی تحریک بڑے زور و شور سے شروع کر دی گئی۔ گو اُس وقت تک مسلم لیگ قائم ہو چکی تھی لیکن اُس کی اصل حیثیت محض کانگریس کی سپورٹر کی تھی۔ کانگریس کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ مذہبی امتیاز کے بغیر کل ہندوستان کی نمائندہ جماعت ہے۔ یعنی روز اول سے ہی کانگریس نے کم از کم زبانی طور پر سیکولر ہونے کا دعویٰ کیا۔ تقسیم ہند کے بعد بھی وہ پورے زور و شور سے سیکولرازم کے نعرہ سے دنیا کو متاثر کرتی رہی۔ اِس لئے کہ جدید دور میں سیکولرازم ایک اعلیٰ و ارفع قدر کے طور پر پہچانا جانے لگا اور دُنیا میں وسیع النظری اور وسیع الظرفی کا سمبل بن گیا۔ اِس کے بالکل برعکس پاکستان میں نظریاتی ریاست ہونے کے حوالہ سے مکمل اسلامی نظام کے نفاذ کے نعرے لگائے گئے۔ مذہبی عناصر کیونکہ تشکیل حکومت کے حوالہ سے کبھی کوئی رول ادا کرنے کے قابل نہیں تھے لہٰذا ہر حکومت کو کافرِ اعظم قرار دے کر نفاذِ اسلام کے لئے تحریکیں چلائی گئیں اور جلسے و جلوس کا اہتمام کیا جاتا رہا جن میں مکمل اسلامی نظام کے نفاذ کے بلند بانگ دعوے کئے جاتے لیکن عملاً حکومت اور عوام دونوں اسلام سے دور ہوتے چلے گئے۔ حقیقی صورتحال سمجھنے کے لئے ایک میدان جنگ کا نقشہ ذہن میں لانے کی ضرورت ہے جس میں مسلمانانِ پاکستان بڑے زور دار انداز میں نعرۂ تکبیر' اللہ اکبر کے نعرے لگا رہے ہیں' لیکن اپنے قدم آگے بڑھانے کی بجائے پیچھے ہٹا رہے ہیں اور محض نعروں سے دشمن کو دھمکانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس محض نعرہ بازی نے بھارت ہی کو نہیں پوری دُنیا کو چوکنا کر دیا۔ ہندوستان میں آر ایس ایس کے نام سے ایک پرانی ہندو مذہبی جماعت تھی جس کا سیاست سے کوئی تعلق واسطہ نہیں تھا۔ پاکستان میں اس ظاہری مذہبی پیش رفت سے بھارت میں ردعمل ہوا اور اس ہندو جماعت نے بی جے پی کے نام سے اپنا سیاسی ونگ قائم کر دیا جو دیکھتے ہی دیکھتے بھارت میں ایک مضبوط سیاسی قوت بن گئی۔ دو سال قبل ہونے والے انتخابات میں ایوان کی سب سے بڑی جماعت تھی لیکن سادہ اکثریت حاصل نہ کر سکی لہٰذا مخالف جماعتوں کا اتحاد حکومت بنانے میں کامیاب ہوا۔ لیکن چودہ جماعتوں کا یہ اتحاد زیادہ دیر تک نہ چل سکا۔ بالآخر درمیانی مدت کے انتخابات منعقد کروانا پڑے۔ اس انتخابی مہم کے آغاز میں یوں محسوس ہوتا تھا کہ بی جے پی بڑی آسانی سے سنگل لارجسٹ پارٹی کی حیثیت سے تنہا حکومت بنانے میں کامیاب ہو جائے گی لیکن مشیت خداوندی شاید کچھ اور ہے۔ سونیا گاندھی آندھی کی طرح انتخابی مہم میں داخل ہوئی اور اس نے بی جے پی کی صفوں کو درہم برہم کر دیا۔ اگرچہ اب تک کے نتائج کے مطابق بی جے پی ایوان کی سب سے بڑی پارٹی ہو گی لیکن وہ حکومت بنانے کے لئے سادہ اکثریت حاصل نہیں کر سکی اور حکومت بنانے کے لئے اسے دوسری چھوٹی پارٹیوں اور آزاد ممبران کی حمایت درکار ہو گی' جس کی وجہ سے وہ اپنی پالیسیوں اور منشور پر سختی سے عمل پیرا نہیں ہو سکے گی۔ بہرحال بی جے پی کو بھارت میں ہندو مذہب کے محافظ کے طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے۔ بابری مسجد کی جگہ عالی شان رام مندر کی تعمیر اس کے منشور کا حصہ ہے اور اکھنڈ بھارت کا قیام اِس کی ترجیح اول ہے۔ بھارتی مسلمانوں کے لئے وہ کسی زمانہ میں "پاکستان یا قبرستان" کا نعرہ لگا چکی ہے۔ اس کے عزائم سب پر واضح ہیں۔ اللہ نے اپنی خاص رحمت سے ہماری یہ مدد کی ہے کہ بی جے پی ایوان میں فیصلہ کن اکثریت حاصل نہیں کر سکی۔ اقتدار کے خطرے میں پڑ جانے کے ڈر سے شاید وہ اِنتہائی قدم اٹھانے سے گریز کرے لیکن ہمیں یہ جان لینا چاہئے کہ ہمارا تحفظ بھارت میں کانگریس یا بی جے پی کے حکومت بنانے میں نہیں ہے بلکہ پاکستان میں حکومت الٰہیہ یا نظام خلافت کے قیام میں ہے جس کے لئے ایک منظم عملی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اللہ جانے اِس قوم کے کان میں کس نے پھونک دیا ہے کہ زور دار انداز میں نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت بلند کرو' اِسلام خود بخود آسمان سے نازل ہو جائے گا "سوہنی دھرتی اللہ رکھے' قدم قدم آباد" لہک لہک کر خوش الحانی سے گا کر پاکستان خود بخود ناقابل تسخیر بن جائے گا۔

جب رعایا کی عزت و عصمت کا محافظ بننے کی بجائے یہی طبقہ ڈاکو بن جائے تو!

ماضی کے وزیر اعلیٰ بلوچستان اور زمانہ حال کے وفاقی وزیر کی چیرہ دستیاں کسی محمد بن قاسم کی منتظر ہیں

مظلوموں کی دادرسی کے لئے منبر و محراب سے بھی صدائیں بلند ہونا بند ہو گئی ہیں

مرزا ایوب بیگ' لاہور

انیسویں صدی کے آغاز میں یورپ نے دنیا پر اپنا تسلط جمانے کیلئے اپنی کوششوں کا آغاز کیا اور جلد ہی وہ معلوم دنیا کے غالب حصے پر عسکری اور سیاسی لحاظ سے بالواسطہ اور بلاواسطہ قابض ہو چکا تھا۔ اگرچہ ہر فاتح قوم مفتوح قوم پر معاشرتی اور ثقافتی سطح پر بھی اثر انداز ہوتی ہے لیکن یورپی اقوام بالخصوص انگریز مفتوح اقوام پر بڑے سائنٹیفک انداز میں اور منصوبہ بندی سے اثر انداز ہوئے۔ انہوں نے تعلیم اور سرکاری مشینری کو خاص طور پر نشانہ بنایا اور اپنی ثقافت کو دلفریب انداز میں پیش کیا۔ جمہوریت نے آزادی کا جو تصور دیا اس نے کسی نوع کی پابندی ہی نہیں پرستش کو بھی غیر ضروری قرار دے دیا۔ اس سیاسی آزادی کی آڑ میں جنسی آزادی نے فروغ پانا شروع کیا' پھر اس مادر پدر آزادی نے وہ گل کھلائے کہ آج یورپ کا دانشور اپنی قوم کے مستقبل کے بارے میں گہری تشویش میں مبتلا ہے۔ ہندوستان جو ۱۸۵۷ء کی ناکام جنگ آزادی کے بعد مکمل طور پر برطانوی کالونی بن چکا تھا' سیاسی لحاظ سے ایک خاص پس منظر رکھتا تھا۔ یہاں مذہبی لحاظ سے دو بڑی قومیں تھیں' ہندو اور مسلم۔ ہندو ایک بڑی قوم ہونے کے باوجود ایک ہزار سال سے غلامی کی زندگی بسر کر رہے تھے' انہوں نے مسلمانوں کی غلامی پر بدیسی حاکموں کو ترجیح دی۔ انگریزی زبان' جدید علوم کی تحصیل اور انگریزوں کی طرز معاشرت کو خوش دلی سے قبول کر لیا۔ حاکموں کا قرب حاصل کرنے کی وجہ سے وہ جلد ہی سرکاری محکموں میں کلیدی اسامیوں پر چھا گئے لیکن سرسید کی تحریک کے نتیجے میں مسلمان بھی جدید تعلیم کی طرف راغب ہوئے۔ انگریز نے ہندوستان جیسے وسیع و عریض ملک پر حکومت کرنے کیلئے ہندوستانیوں کے اندر دو ایسے طبقے پیدا کئے جن کے ذریعے وہ با آسانی اتنے کثیر الآباد ملک کو کنٹرول کرنے میں کامیاب رہا۔ ایک طبقہ انہی جدید تعلیم یافتہ لوگوں کا تھا جن کے سپرد سرکاری مشینری کی گئی کہ وہ اسے انگریز کے وضع کردہ نظام کے مطابق چلائیں۔ یہ طبقہ زیادہ تر شہری لوگوں پر مشتمل تھا اور دوسرا طبقہ مختلف دیہاتی علاقوں کے بااثر افراد پر مشتمل تھا جو انگریز کے وفادار تھے۔ انہیں بڑی بڑی جاگیریں بخشی گئیں اور انہیں اپنی جاگیروں پر سیاہ و سفید کا مالک بنا دیا گیا' شرط صرف انگریزی سرکار سے وفاداری تھی۔ بوقت ضرورت یہ جاگیردار اپنے علاقے سے مالی و جانی امداد بھجوانے اور حسب خدمت اپنے آقاؤں سے "سر اور نواب" وغیرہ کے خطابات پاتے۔ انہی دونوں طبقوں (بیوروکریسی اور جاگیردار) نے بعد ازاں پاکستان کو شدید نقصان پہنچایا۔ بھارت کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں جب کانگریس نے اپنے منشور میں یہ شق شامل کی کہ آزادی کے بعد بھارت میں جاگیرداری نظام ختم کر دیا جائے گا تو مسلمان جاگیردار فوری طور پر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔

پاکستان میں جاگیرداری نظام ہونے کی وجہ سے دہرا نقصان ہوا۔ ایک تو سیاست پر جاگیرداروں اور وڈیروں کی اجارہ داری قائم ہو گئی' جس مزارع کی جان' مال اور عزت وڈیرے کے پاس رہن ہو وہ بھلا ووٹ اپنی مرضی اور پسند سے ڈال سکتا ہے؟۔ لہٰذا پاکستان میں حقیقی جمہوریت کبھی نہ پنپ سکی۔ اپنے مزارعوں کے ووٹوں سے منتخب ہونے والا جاگیردار جب ملک کا حاکم بنا تو اس نے ملک کو ذاتی جاگیر کی طرح چلایا۔ عوام سے قریبی رابطہ نہ ہونے کی وجہ سے حاکم عوامی مسائل اور مصائب سے بھی بے خبر رہے جس سے وہ عوام میں جانے سے گھبراتے' علاوہ ازیں تکنیکی اور حساس معاملات میں ان کا علم نہ ہونے کے برابر ہوتا اور وہ انتظامیہ کے محتاج ہوتے۔ اس صورت حال سے بیوروکریسی نے بھرپور فائدہ اٹھایا' لہٰذا جاگیردارانہ ذہنیت اور مغربی تہذیب سے مرعوب افسران کا غیر اعلانیہ اتحاد وجود میں آ گیا۔ بیوروکریسی نے حاکموں کو لوٹ کھسوٹ اور مختلف نوع کی کرپشن کے نئے نئے گر سکھائے اور خود بھی فراخدلی سے ملکی وسائل کو لوٹا۔ اس کالی دولت نے کئی دوسری سماجی برائیوں کو جنم دیا۔

افسروں نے محتاط اور ڈھکا چھپا انداز اختیار کیا' انہوں نے اپنے سابق آقا اور معلم انگریز کے بنائے ہوئے نائٹ کلبوں (night clubs) ہی کو داد عیش دینے کیلئے منتخب کیا۔ رات کی تاریکی میں جوں جوں اضافہ ہوتا ہے ان کلبوں کی رنگینی میں بھی اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے' جام چھلکتے ہیں اور جسم تھرکتے ہیں۔ صبح سرکاری دفاتر میں سائلوں کو بتایا جاتا ہے صاحب میٹنگ میں ہیں اور کسی کو مل نہیں سکتے۔ انہوں نے بیاہ شادی کی رسم و رواج میں طرح طرح کے اضافے کئے' اسے اپنی دولت کے اظہار اور نمائش کا ذریعہ بنایا' جس سے نکاح جیسی فطری انسانی ضرورت سفید پوش کیلئے وبال جان بن گئی۔

دوسری طرف حکومت کے نشہ نے جاگیردار کی عیاشی اور بدمعاشی میں اضافہ تو کیا لیکن وہ اپنی گھناؤنی کرتوتوں کے انداز میں تبدیلی نہ کر سکا۔ اس نے قومی خزانے کو شیر مادر کی طرح ہضم کیا اور رعایا کی عزت و عصمت کا محافظ بننے کی بجائے خود ڈاکو بن گیا اور جب بھی موقع ملا جاگیردارانہ بربریت کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ اس ضمن میں راقم اپنے دلائل دینے کی بجائے ۱۶/ فروری کے روزنامہ خبریں کے ایک کالم بعنوان "موہنجو داڑو میں زندگی کی تلاش" کا متعلقہ حصہ من و عن نقل کر رہا ہے' اس لئے کہ تاریخ کی شہادت دلیل سے زیادہ قوی ہوتی ہے۔ اس کالم میں جنرل ضیاء الحق مرحوم سے جب ان کے قریبی ساتھی جنرل رفاقت نے یہ دریافت کیا کہ محترم صدر آپ بلوچستان کے جام صاحب سے اتنے انائیڈ کیوں ہیں تو انہوں نے درج ذیل واقعہ سنایا :

"رفاقت ایک روز جب میں آفس سے گھر لوٹا تو آپریٹر نے سامنے ٹیلیفون پیغامات رکھ کر کہا "سر کوئی لڑکی صبح سے فون کر رہی ہے' آواز سے بہت پریشان معلوم ہوتی ہے۔" میں نے لڑکی کا نمبر پوچھا تو اپریٹر نے بتایا' وہ کسی پی سی او سے بات کر رہی تھی۔ میں نے پیغامات کی شیٹ واپس کی اور اپریٹر کو ہدایت کی اب اگر اس لڑکی کا فون آئے تو میں جہاں بھی ہوں میری اس

سے ضرور بات کرائی جائے' آپریٹر سیلوٹ کر کے چلا گیا۔ خوش قسمتی سے آدھ گھنٹے بعد ہی اس بچی کا فون آ گیا' میری آواز سنتے ہی لڑکی نے دھاڑیں مار کر رونا شروع کر دیا' میں پریشان ہو گیا اور میں نے اسے چپ کرانے کی کوشش کی لیکن اس کے منہ سے بات ہی نہیں نکل رہی تھی۔ آخر میں نے اس لڑکی سے کہا "بیٹا آپ ایک منٹ کیلئے پی سی او کے مالک کو فون دیں" لڑکی نے اضطراری کیفیت میں ریسیور قریب کھڑے شخص کو پکڑا دیا' میں نے اس سے پی سی او کی لوکیشن پوچھی اور اسی وقت ڈرائیور بھیج کر لڑکی کو ایوان صدر بلا لیا۔ رفاقت تم اندازہ نہیں کر سکتے اس بچی کی کہانی کتنی ہولناک تھی۔ وہ لڑکی بہت ہی غریب تھی' لیکن دن رات کی محنت سے ایف ایس سی کر گئی۔ میڈیکل کالج میں داخلے کیلئے اپلائی کیا تو دو نمبروں سے رہ گئی۔ پھر کسی نے بتایا اگر وزیر اعلیٰ لکھ دے تو سی ایم کوٹے میں اس کا داخلہ ہو سکتا ہے۔ اس نے وزیر اعلیٰ تک اپروچ کی کوشش کی تو پتا چلا کوئٹہ میں اس سے ملاقات ناممکن ہے۔ ہاں البتہ جب وہ دورے پر اسلام آباد جائے تو بلوچستان ہاؤس میں ملاقات نسبتاً آسان ہوتی ہے۔ اب یہ لڑکی وزیر اعلیٰ کے دورہ اسلام آباد کا انتظار کرنے لگی' بدقسمتی سے ایک ہی ہفتے بعد وزیر اعلیٰ "صاحب" اسلام آباد آ گئے' یہ لڑکی بھی ادھار پکڑ کر اس کے پیچھے پیچھے یہاں پہنچ گئی۔ تھوڑی بہت کوشش سے بلوچستان ہاؤس میں اس کی ملاقات "ان" سے ہو گئی۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے عرض سنی تو مسکرا کر بولے "ہاں یہ تو کوئی کام ہی نہیں لیٹر پیڈ اور مہر اندر ہے' آؤ میرے ساتھ ابھی لکھ دیتا ہوں اور بچی اس بزرگ کے ساتھ اندر چلی گئی ..... اور رفاقت اگر تم میری جگہ ہوتے' تم نے بھی خود اپنے ہاتھوں سے اس مظلوم بچی کے زخم دھوئے ہوتے' اس پر پٹیاں باندھی ہوتیں' اس بچی کو پہننے کیلئے اپنی بیٹی کے کپڑے دیئے ہوتے اور میری ہی طرح آخر میں تم نے بھی اس کے آنسو پونچھ کر کہا ہوتا "بیٹے اپنے یہ پھٹے ہوئے کپڑے یہیں چھوڑ جانا کہ جب بھی وہ شخص تمہارے اس بوڑھے باپ کے سامنے آئے تو غصے سے اس کی آنکھیں سرخ ہو جائیں۔ ہاں رفاقت اگر تم بھی اِس تجربے سے گزرے ہوتے تو اس شخص کو دیکھ کر تمہارا خون ٹھنڈا رہتا؟ تم اسے دیکھ کر اطمینان سے کافی پی سکتے؟ اس سے گپ لگا سکتے؟"

اب موجودہ دور کا ایک واقعہ سنئے :

"اس واقعے سے ٹھیک چودہ برس بعد ملتان کی ایک اور بچی پلو میں چند خواب باندھ کر اپنے محروم' پریشان اور بیروزگار بھائی کے لئے نوکری لینے اسلام آباد آئی' تو راہبر اسے ایک وفاقی وزیر کے دفتر لے گئی' اسے نرم گداز اور خوشبو دار صوفے پر بٹھایا اور "میں وزیر صاحب کا پتا کرتی ہوں" کا کہہ کر باہر چلی گئی۔ پھر چند لمحوں بعد جب ابھی بہاء الدین زکریا یونیورسٹی کی اس سیدھی سادی طالبہ نے پوری طرح ڈیڑھ لاکھ روپے کا فانوس بھی نہیں دیکھا تھا' انگلیوں سے لاکھوں روپے کے امپورٹڈ وال پیپر کا گداز بھی محسوس نہیں کیا تھا اور اپنے پاؤں تلے بچھے نرم و ملائم قالین کی حدت بھی جذب نہیں کی تھی کہ نوکری دینے والے آ گئے۔ "لیٹر پیڈ اور مہر تو اندر ہے" والے دریا دل حکمران آ گئے اور پھر شاید ہی کسی کان نے اس بچی کی چیخیں سنی ہوں' اس کی آہوں' اس کی سسکیوں اور اس کی بددعاؤں پر کسی نے پلٹ کر دیکھا ہو؟ اور شاید ہی کسی کے دل نے ایک لمحے کے لئے رک کر کہا ہو "سنو یہ ایک گلے سڑے' بدبودار سماج کی آخری چیخ ہے' شاید ہی کسی کے ضمیر نے دستک دے کر کہا ہو' اس بستی میں ایک بھی شخص زندہ ہے تو آئے کہ کوفے میں زینب اکیلی کھڑی ہے..... لیکن نہیں وہاں کوئی زنجیر عدل نہیں تھی' کسی کان میں حس سماعت نہیں تھی' کسی سینے میں دل نہیں تھا اور کسی وجود میں ضمیر نہیں تھا۔

جب یہ بچی اپنی خراشیں لئے اِس شہر میں دربدر پھر رہی تھی' اپنی پتلی کمزور انگلیوں سے اپنا ریزہ ریزہ وجود چن رہی تھی' اپنے کھٹے دانتوں سے اپنے خوابوں کی گانٹھیں کھول رہی تھی تو کاش میری اُس سے ملاقات ہو جاتی تو میں اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہتا "میری بہن تم موہنجوداڑو میں زندگی تلاش کر رہی ہو' چھلنیوں سے پانی مانگ رہی ہو' دکانداروں کے ترازو کو اِنصاف کا پیمانہ سمجھ رہی ہو کہ اِس ملک میں اب ہر وہ لڑکی فقط عورت ہے' جس کے خاندان میں کوئی ایم این اے نہیں' کوئی ایم پی اے اور کوئی وی آئی پی نہیں۔"

یہ ان سینکڑوں واقعات میں سے صرف دو ہیں جو کسی نہ کسی طرح پریس میں جگہ پا گئے۔ جہاں تک جمہوری حکومت کے جاگیردار وفاقی وزیر کا تعلق ہے اس کے خلاف وقت کی حکومت کا ٹس سے مس نہ ہونا تو کچھ نہ کچھ سمجھ آتا ہے۔ اِس لئے کہ بھاری مینڈیٹ کی حامل حکومت کے منشور میں کہاں لکھا ہے کہ وہ محمد بن قاسم کا رول ادا کرے گی۔ وہ بڑا پسماندہ اور غیر سائنسی دور تھا جب ملتان سے ستم زدہ خاتون کی چیخیں کوفہ پہنچ جاتی تھیں۔ آج ملکی صنعت و حرفت اتنی ترقی کر چکی ہے اور ملتان اور اسلام آباد کے درمیان اتنے کارخانے قائم ہو چکے ہیں اور روہ وطن کو عظیم سے عظیم تر بنانے کا ترانہ اتنے زور سے الاپ رہے ہیں کہ اب تو ملتان کی تمام خواتین بھی اگر ماتم کناں ہوں تو اسلام آباد کے کانوں پر جوں نہیں رینگے گی۔ اہل وطن کو معلوم ہونا چاہئے کہ آہ اور سسکی کو پر تو لگے ہوتے ہیں کہ وہ جلد یا بدیر آسمان کو چیر تک عرش بریں تک پہنچ جائے لیکن اسے ۵۰۰ مرسیڈیز کے پہیے نہیں لگے ہوتے کہ موٹر وے پر فراٹے بھرتی ہوئی نئے اور جدید ترین وزیر اعظم ہاؤس میں جا گھسے۔ پھر جمہوری حکومت کو یہ بھی تو خطرہ ہے کہ اگر ایسے "چھوٹے موٹے" واقعات کا نوٹس لے کر اُس نے ایک ایم این اے کو ناراض کر لیا تو اگلے انتخابات میں اس نے عوامی مفاد میں مخالف پارٹی میں شمولیت اختیار کر لی تو خواہ مخواہ ایک نشست کم ہو جائے گی۔ لہٰذا وسیع تر قومی مفاد میں ایسے واقعات کا نوٹس لینے سے حکومت کا اعراض قابل فہم ہے۔ البتہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر "مرد مومن مرد حق' ضیاء الحق ضیاء الحق" جو بقول خود پاکستان کے قادر مطلق تھے وہ بلوچستان کے جام صاحب کے سامنے اس قدر بے بس کیوں تھے۔ اس لئے کہ جس کالم سے یہ واقعہ نقل کیا گیا ہے اس کے آغاز میں لکھا ہے کہ اس شخص کا نام سن کر صدر کے چہرے کا رنگ بدل جاتا تھا۔ اِس شخص کا نام اگر کسی کاغذ پر لکھا ہوتا تو غصے اور نفرت سے اس پر اتنی بار قلم پھیرتے کہ وہ کاغذ پھٹ جاتا۔ لیکن اگر کسی تقریب میں اس "ذات شریف" سے آمنا سامنا ہو جاتا تو بادل نخواستہ ہاتھ ملا لیتے۔ سوال یہ ہے کہ "انتخابات کراؤ اور جمہوریت زندہ باد" کے نعرے لگانے والوں کو کوڑے مارنے والا شخص ایک درندہ صفت وڈیرے کا بال بھی بیکا نہ کر سکا' آخر کیوں؟۔

راقم کی رائے میں اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ پاکستان میں جاگیرداری نظام کی جڑیں اتنی گہری ہو چکی ہیں کہ بھاری مینڈیٹ کی حامل جمہوری حکومت ہو یا مارشل لاء ہو کوئی حاکم ان کی پشت پناہی کے بغیر اپنے اقتدار کو محفوظ نہیں سمجھتا اور جب ذاتی اقتدار ترجیح اول ہو تو جاگیرداروں کی مخالفت کا خطرہ مول نہیں لیا جا سکتا۔ یہاں یہ عرض کر دینا بے محل نہیں ہو گا کہ مظلوموں کی دادرسی کیلئے منبر و محراب سے بھی کوئی صدا بلند نہیں ہو رہی۔ ظلم و ستم کی چکی میں پسنے والے عوام سے یہ توقع رکھنا عبث ہو گا کہ وہ محض وعظ و نصیحت سے اپنا قبلہ درست کر لیں گے یا خلافت راشدہ کے دور کے بے مثل واقعات سنا سنا کر بہلائے جا سکیں گے۔ اس سے پہلے کہ مظلومیت دیوانگی بن کر ذہنوں پر غالب آ جائے ہمیں منہج نبویؐ پر گامزن ہو کر اس باطل نظام کو بیخ و بن سے اکھاڑنا ہو گا اور نظریہ پاکستان صرف ہماری قلم اور زبان کی نوک ہی پر نہ رہے بلکہ حقیقت کا روپ دھار لے اور یہ اُس وقت تک ممکن نہیں ہو گا جب تک نبویؐ طریق پر ایک جماعت وجود میں نہ آئے اور اِس کی قیادت اور کارکن دین متین کو پہلے اپنی زندگیوں پر نافذ کریں' پھر تنظیم اور تربیت کے مراحل طے کرتے ہوئے باطل نظام سے ٹکرا جائیں۔ اِسی طریقے سے اِن شاء اللہ اِسلام کا وہ مبارک اور عادلانہ نظام قائم ہو گا جس میں زیورات سے لدی پھندی عورت کا صحرا عبور کرنا اور جانور کو بھی بھوک سے ہلاک ہونے سے بچانا' حاکم وقت اپنی ذمہ داری سمجھے گا۔

کہتی ہے تجھ کو خلق خدا.....

الجزائر کا حکمران ٹولہ : اقوام عالم کی نگاہ میں

——اخذ و ترجمہ : سردار اعوان——

الجزائر کا دورہ کرنے والے یورپی اراکین پارلیمنٹ کی خوش اخلاقی کی داد دینی چاہئے' وطن واپس روانہ ہونے سے قبل انہوں نے حکومت کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کیا اور فوجی ٹولے کی جمہوریت نوازی کی تعریف کی۔ لیکن اُن کا جہاز ابھی زمین پر ہی تھا کہ الجزیرہ میں تین بم دھماکے ہوئے جن میں کم از کم دو شخص ہلاک اور تیس زخمی ہو گئے اور بیشتر اس کے کہ جہاز بحیرہ روم پار کرتا' پولیس کے سینکڑوں جوان پر امن مظاہرین پر ڈنڈے برسا رہے تھے۔ چنانچہ الجزائر کے ایک رکن پارلیمنٹ کو یہ کہنا ہی پڑا کہ اگر یورپ والے اِسے جمہوریت کہتے ہیں تو ہم اس سے باز آئے۔

اِس پانچ روزہ دورے کا مقصد تو یہ واضح کرنا تھا کہ الجزائر میں فوجی حکمرانوں نے قتل عام کا جو سلسلہ شروع کر رکھا ہے' عالمی رائے عامہ اب مزید اسے برداشت نہیں کر سکتی۔ لیکن اس دورے سے الٹا بین الاقوامی منافقت کا پردہ چاک ہوا' دورہ پر آنے والے وفد کو ان مقامات سے دور رکھا گیا جہاں خونریزی کے واقعات پیش آئے تھے۔ سرکاری حکام 'حزب مخالف کے ارکان' حقوق انسانی کے لئے کام کرنے والے کارکنوں' اخباری نمائندوں' سب سے ان کی ملاقات کرائی گئی مگر صرف سرکاری نقطہ نظر پیش کرنے کے لئے یورپی وفد کو یہ سوال کرنے کی جرات تو نہ ہوئی کہ آخر کیا وجہ ہے کہ حکومت اتنے عرصے میں خونریزی بند نہیں کرا سکی۔ لیکن الجزائر کے خلاف اسلحہ کی فراہمی پر عائد پابندی ختم کرانے اور بنیاد پرستوں کو پناہ دینے والے یورپی ممالک کے خلاف الزامات کی چھان بین کا وعدہ کر لیا۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کے ایک اعلیٰ عہدے دار' عبدالرحمٰن صابر نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ چہ جائیکہ بے گناہ لوگوں کے قتل عام کی بین الاقوامی طور پر تحقیقات کرانے کی راہ ہموار کی جاتی' وفد الجزائری حکام کی ہاں میں ہاں ملا کر چلتا بنا۔

باہر سے آنے والے ستر کے قریب صحافیوں کو اتنی آزادی ضرور دی گئی کہ وہ ہوٹل میں قیام کر سکتے تھے۔ اس کے علاوہ انہیں اے۔ کے۔ ۴۷ رائفلوں سے لیس محافظوں کے پہرے میں الجزیرہ کے قریب جنوب میں واقع اس علاقے میں بھی لے جایا گیا جو "موت کی تکون" کے نام سے شہرت حاصل کر چکا ہے۔ سدی حامد (Sidi Hamed) نام کا گاؤں تقریباً قبرستان بن چکا ہے۔ دیواروں پر خون کے دھبے اب بھی دکھائی دے رہے تھے۔ ۱۱ جنوری کی رات گاؤں کے باسی ابھی کھانے کی تیاری کر رہے تھے کہ رائفلوں اور چاقوؤں سے مسلح ایک سو سے زائد حملہ آور آئے اور صرف آدھے گھنٹے کے اندر ۱۵۱ افراد کو قتل کر گئے۔ اس کے علاوہ ۱۸ عورتوں کو اٹھا کر لے گئے۔ زندہ بچ رہنے والے ایک شخص کا کہنا تھا کہ ہم زندہ کب ہیں کہ اب کوئی ڈر باقی ہو۔

الجزائر کی حکومت باہر کی دنیا سے کیا چھپانے کی کوشش کر رہی ہے؟ اس نے انسانی حقوق کی تنظیموں کے ملک میں داخلے پر پابندی لگا رکھی ہے اور ہر قسم کی مفاہمت کی کوششوں کو ماننے سے انکار کر رہی ہے۔ انسانی حقوق کی بعض تنظیموں کا کہنا ہے کہ حکومت اپنے جرائم پر پردہ ڈالنا چاہتی ہے۔ الجزائری عوام کی اس بارے میں ایک رائے نہیں ہے۔ کچھ لوگ اسے فوج کی کارستانی قرار دیتے ہیں تاکہ عوام کو انتہا پسندوں سے ہمدردی کا مزہ چکھایا جائے۔ وفد کی ایک خاتون رکن نے ایک سرکاری اہلکار کو ان دو ہزار افراد کی فہرست دینا چاہی جو حکومت مخالف ہونے کی وجہ سے قتل کر دیئے گئے تھے یا لاپتہ ہو گئے' تو اسے بڑی حقارت سے یہ کہہ کر دھتکار دیا گیا کہ ایسے افراد کی تعداد ۳۱ ہے۔

موجودہ تصادم ۱۹۹۱ء میں اس وقت شروع ہوا تھا جب الجزائر میں ہونے والے پہلے عام انتخابات میں اسلامک سالویشن فرنٹ (FIS) کی کامیابی کو دیکھتے ہوئے فوج نے انتخابات کا عمل روک کر FIS کو خلاف قانون جماعت قرار دے دیا۔ عالمی برادری نے بھی اپنے مفاد کی خاطر فوج کے اس غیر قانونی اقدام پر چپ سادھ لی۔ اس طرح اسلام پسندوں پر تمام پر امن راستے بند کر کے انہیں تشدد کی راہ میں دھکیل دیا گیا۔ حالیہ ماہ رمضان میں بارہ سو بے گناہ شہریوں کو جن میں زیادہ تر عورتیں اور بچے تھے' بڑی بے دردی سے موت کے گھاٹ اتارا گیا جس پر عالمی رائے عامہ کا مزید چپ رہنا مشکل ہو گیا۔

یورپی وفد نے خوف کے باوجود شروع میں جرات کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کی چنانچہ وفد کے ایک رکن ڈینیل کوہن بینڈٹ نے جن کا تعلق جرمنی سے تھا کھل کر کہا کہ اگر مجھے کسی سے بات کرنے کی اجازت نہیں ہے تو میں یہاں وقت ضائع کرنے کی بجائے واپس جاتا ہوں لیکن بعد میں وہ بھی ڈھیلے پڑ گئے۔ (نیوز ویک' ۲۳ فروری ۱۹۹۸ء)

بحضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم

حافظ لدھیانوی

میرے نغمات میں ہے وہ موجود جو ہے محبوب خالق و معبود
نطق معجز بیان ہے جس کا اس پہ قربان نغمہ داؤد
اس کو کیسے بیاں کرے کوئی وصف جس ذات کے ہوں لامحدود
منکشف اس پہ کتنے راز ہوئے قدرت حق کا ہے وہی مشہود
اب بھی تابندہ ہے نگاہوں میں وہ حضوری کی ساعت مسعود
سارا عالم اسی کا صدقہ ہے جس کا پیکر ہے شاہکار ودود
اس کی بعثت خدا کا ہے احساں اس نے باطل کو کر دیا نابود
اک نئی صبح کا ہوا آغاز ظلمتیں شب کی ہو گئیں مفقود
ہو گئی امن کی فضا قائم ظلم کے راستے ہوئے مسدود
ہے صحائف میں ذکر پاک اس کا آخری ہے وہ ہادی موعود
جس کا مدحت گزار ہے حافظ
بھیجتا ہے خدا بھی اس پہ درود

عظمت کے نشان

خالد بن معدان سے مروی ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ہمارے شہر حمص پر سعید بن عامر الجمحی کو حاکم مقرر کیا۔ جب حضرت فاروق ؓ حمص تشریف لائے تو آپ نے اہل حمص سے پوچھا بتاؤ تم نے اپنے حاکم کو کیسا پایا؟ تو انہوں نے عرض کی ہمیں اُن سے چار شکایتیں ہیں۔

۱) وہ ہمارے پاس صبح اُس وقت آتے ہیں جب سورج کافی بلندی پر آ جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! یہ بہت بری بات ہے' اِس کے علاوہ اور تمہیں کون سی شکایت ہے؟

۲) وہ رات کو ہماری دعوت قبول نہیں کرتے اور نہ کسی آدمی کو رات کو ملاقات کا شرف بخشتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! یہ بھی بڑی بری بات ہے' تمہیں اور کیا شکایت ہے۔

۳) یہ مہینہ میں ایک روز سارا دن گھر میں ہی رہتے ہیں' ہمارے پاس نہیں آتے۔

آپؓ نے فرمایا! یہ بھی بڑی ناپسندیدہ بات ہے' بتاؤ کوئی اور شکوہ۔

۴) کہنے لگے کبھی کبھی اُس پر غشی کا دورہ طاری ہو جاتا ہے۔

اہل حمص کی یہ شکایتیں سننے کے بعد آپؓ نے اِنہیں بھی بلایا اور دعا کی

"اَللّٰھُمَّ لَا تُفَیِّلْ رَأیِی فِیْهِ الْیَوْمَ"

"الٰہی! اِن کے بارے میں جو میری رائے ہے اِس کو غلط ثابت نہ کرنا"

یہ دُعا کرنے کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے لوگوں سے پوچھا۔ اب بتاؤ جو تمہیں اِن سے شکایت ہے۔ انہوں نے عرض کی' کافی دن طلوع ہونے کے بعد وہ گھر سے نکل کر ہمارے پاس آتے ہیں۔

حضرت فاروق اعظمؓ نے ان سے پوچھا سعید بتاؤ اِس کی کیا وجہ ہے؟

آپ نے عرض کی۔ "بخدا اگرچہ میں اِس بات کو ظاہر کرنا پسند نہیں کرتا لیکن اب میں مجبوراً اِس کی وجہ عرض کرتا ہوں کہ میرے پاس کوئی خادم نہیں ہے۔ میں خود آٹا گوندھتا ہوں' پھر انتظار کرتا ہوں تاکہ وہ خمیرہ ہو جائے۔ پھر میں روٹی پکاتا ہوں' وضو کرتا ہوں تب اِن کے پاس باہر آتا ہوں"۔

حضرت عمرؓ نے پھر اہل حمص سے پوچھا تمہیں اور کیا شکایت ہے۔

اُنہوں نے کہا۔ وہ رات کو کسی کی دعوت قبول نہیں کرتے۔

آمیرالمومنین نے پھر اُن سے پوچھا کہ آپ اِس کا کیا جواب دیتے ہیں۔

حضرت سعیدؓ نے عرض کی "اگرچہ میں اِس راز کو افشا کرنا پسند نہیں کرتا لیکن اب مجبوراً میں عرض کرتا ہوں کہ میں نے اپنا دن ان لوگوں کی خدمت کے لئے وقف کیا ہوا ہے اور میں نے اپنی رات اپنے خداوند کریم کی یاد اور عبادت کے لئے مختص کی ہوئی ہے"۔

آمیرالمومنین نے اہل حمص سے پوچھا تمہاری اور کیا شکایت ہے؟

اُنہوں نے کہا کہ یہ مہینہ میں پورا ایک دن ہمارے پاس نہیں آتے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اِس کے بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے عرض کی کہ "میرے پاس کوئی خادم نہیں کہ میرے کپڑے دھوئے اور نہ میرے پاس کوئی دوسرا جوڑا ہے جو میں پہن لوں۔ میرا ایک ہی جوڑا ہے اِسے دھوتا ہوں پھر اِسے سوکھنے کے لئے دھوپ میں ڈال دیتا ہوں۔ جب تیار ہوتا ہے تو دن کے آخری حصہ میں باہر آتا ہوں"۔

حضرت فاروق اعظمؓ نے پوچھا اور کوئی شکایت۔

اہل حمص نے کہا کہ اِنہیں کبھی کبھی غشی کا دورہ پڑ جاتا ہے۔

اِس کے بارے میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے وضاحت طلب کی تو حضرت سعیدؓ نے کہا کہ :

"میں اس روز مکّہ میں تھا جب حضرت حبیبؓ کو پھانسی دی گئی' قریش نے ان کے گوشت کے پرزے اڑا دیئے پھر انہیں لکڑی پر لٹکا دیا اور اُن سے پوچھا :

"اَتُحِبُّ اَنَّ مُحَمَّدًا مَکَانَكَ"

"کیا تم اِس بات کو پسند کرتے ہو کہ تمہاری جگہ محمد (علیہ الصلوۃ والسلام) کو لٹکایا جاتا"۔

تو آپؓ نے فرمایا بخدا! میں تو اِس بات کو بھی پسند نہیں کرتا کہ میں اپنے اہل و عیال کے پاس ہوں اور میرے آقا محمد (ﷺ) کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھے۔ اِس وقت حضرت حبیبؓ نے نعرہ لگایا یا محمدؐ۔

جب بھی وہ دن مجھے یاد آتا ہے اور وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے پھرنے لگتا ہے' میں یہ خیال کرتا ہوں کہ اُس دن اِس مظلوم اور شہید حقؓ کی میں کوئی مدد نہ کر سکا۔ کیونکہ میں اِس وقت مشرک تھا۔ پھر مجھے خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرا یہ گناہ ہرگز نہیں بخشے گا۔ اس وقت مجھے غشی کا دورہ پڑ جاتا ہے۔

یہ سوال و جواب سن کر سیدنا فاروق اعظمؓ نے فرمایا :

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یُفَیِّلْ فَرَاسَتِیْ"

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں' جس نے میری فراست کو ناکام نہیں کیا۔

(اقتباس از : "ضیاء النبیؐ' جلد سوم" مولف : پیر محمد کرم شاہ الازہری)

آثار بتارہے ہیں کہ عنقریب "بڑے لوگوں" کی قبریں بننے والی ہیں!

۳۰ کھرب کے قرضوں نے ملک کی آزادی و خود مختاری کو آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے ہاتھوں "گروی" رکھ دیا گیا ہے

نج کاری کے ذریعے قومی وسائل اور ریاستی اداروں کی ازلی دشمنوں کے ہاتھوں فروخت سے عوام کا حق ملکیت ختم ہو کر رہ گیا ہے

ترقی یافتہ ممالک کی پولیس نیکی اور شرافت کا پیکر ہے جبکہ پاکستان کی پولیس شیطانیت اور بدی کی علامت بن چکی ہے!

ہمارا ملک ابھی تک جاگیردارانہ سماجی بندھنوں میں جکڑا ہوا ہے

معروف سماجی کارکن عبدالستار ایدھی کے خیالات

انٹرویو کے آئینے میں

عبدالستار ایدھی کی سماجی خدمات کا اعتراف پاکستان ہی نہیں' عالمی سطح پر بھی بھرپور طور پر کیا جاتا ہے۔ اگرچہ ان کے نام کے ساتھ "مولانا" کا سابقہ غالباً ان کے حلئے کی وجہ سے لگا دیا جاتا ہے تاہم نہ وہ خود عالم دین ہونے کے مدعی ہیں نہ ہی کسی بھی اعتبار سے وہ اس کوچے کے آدمی ہیں۔ بلکہ دین و مذہب کے بعض بنیادی تصورات کے حوالے سے ان کے افکار ہمارے نزدیک محل نظر ہیں —— تاہم پاکستان کو درپیش مسائل اور بالخصوص جاگیرداری نظام کے حوالے سے ان کی سوچ نہایت حقیقت پسندانہ ہے اور ایک نامور سماجی کارکن ہونے کے ناطے پاکستانی معاشرے کے تاریک پہلوؤں کی نشاندہی انہوں نے زیر نظر انٹرویو میں بڑی عمدگی سے کی ہے۔ جسے روزنامہ پاکستان کے شکریئے کے ساتھ قارئین ندائے خلافت کی نذر کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

عوام کی فلاح و بہبود کے اُمور سرانجام دینا بنیادی طور پر ریاست چلانے کی ذمہ دار حکومتوں کا کام ہے جو آئینی اور قانونی طور پر وضع کردیئے گئے ہیں۔ پولیس کے متعلق ان کی ذمہ داریوں اور فرائض کے بارے میں بھی ساری دنیا جانتی ہے کہ وہ ریاستی اقتدار اعلیٰ پر قابض' حکومت کی ہمیشہ دست راست ہوتی ہے جو بنیادی طور پر عوام کی جان مال اور عزت کی محافظ' قوانین پر عملدرآمد کرانے کی پابند اور غیر قانونی حرکات و سکنات کے خلاف کارروائی کرنے کی مجاز ہوتی ہے۔ اس طرح مجموعی طور پر پولیس معاشرے میں آمن و امان اور قانون کی حکمرانی برقرار رکھنے کا ذمہ دار ادارہ ہے۔ مہذب اور شائستہ معاشرہ میں پولیس کا کردار واقعی فرشتہ سیرت اور نیک ہونا قرار پاتا ہے۔ کسی بھی نوعیت کی مصیبت و تکلیف میں اس کی موجودگی مصیبت کی گھڑی کے خاتمے کا تقاضا کرتی ہے۔ ترقی یافتہ ممالک اور معاشروں میں پولیس کا وجود نیکی اور بھلائی کی دلیل ہے لیکن پاکستان کی پولیس شیطانیت اور بدی کی دلیل بن گئی ہے۔ اسے دیکھ کر یہاں کا عام شہری یا دیہاتی از خود دہشت زدہ ہو جاتا ہے' بندہ جتنا نیک شریف اور سیدھا سادھا ہوگا وہ پولیس سے اُتنا ہی زیادہ خوف زدہ ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عام شہری کے ساتھ پولیس کا رویہ نیکی اور دوستی کا نہیں بلکہ شر اور دشمنی کا ہے۔ آج کل ہماری پولیس عملاً دخل اندازی اور اپنا کردار وہیں ادا کرتی نظر آتی ہے جہاں اسے مال بنانے کا موقع نظر آتا ہے۔ وہ اپنے فرائض منصبی اور ذمہ داریوں سے اسی طرح بھاگتے ہیں جیسے چور سپاہی کو دیکھ کر۔ اگر سچ پوچھئے تو عوامی بھلائی حکومت و مملکت کے کرنے کے کام ہیں' جن کے لئے کئی سرکاری ادارے اور محکمے کھولے گئے ہیں جو حکومت کے خزانے سے تنخواہیں لیتے ہیں' ان کے لئے لاکھوں کروڑوں کے بجٹ رکھے جاتے ہیں لیکن اب سب جان گئے ہیں اور ایک دوسرے کی مخالف حکومتوں نے سارے بھانڈے پھوڑ دیئے ہیں کہ تمام سرکاری رقومات سرکاری اہلکار غبن کرکے عوام کو موت کے غار میں دھکیل دیتے ہیں۔

☆ پاکستان کے سیاسی و معاشی اور سماجی اخلاقی نظام حیات پر اپنے عملی تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں اظہار خیال فرمایئے؟

○ یہ تو پوری کتاب لکھنے والا سوال ہے جو پوری قومی زندگی پر پھیلا ہوا ہے۔ پاکستان قدیم جاگیردارانہ سماجی بندھنوں میں گرفتار ملک ہے جس میں اب نئے کردار سرمایہ دار' صنعت کار' تاجر اور نوکر شاہی بھی پیدا ہو چکے ہیں۔ ملک کے ٦٧ فیصد دیہاتی عوام کو ایک فیصد جاگیرداروں اور زمینداروں نے غلام بنا رکھا ہے۔ اِسی طرح ملک کے شہری علاقوں میں آباد ۳۳ فیصد عوام کو سرمایہ داروں' دولت مندوں اور تاجروں نے اپنا غلام بنایا ہوا ہے۔ اقوام متحدہ اور انسانی حقوق کی علمبردار تنظیموں کی جائزہ رپورٹوں کی روشنی میں ہمارے ملک کو دنیا کے چند پسماندہ اور کرپٹ ترین ملکوں کی فہرست میں شامل بتایا جاتا ہے۔ گزشتہ چار پانچ برسوں سے اس ملک کو صحیح معنوں میں پولیس اسٹیٹ بنا دیا گیا ہے۔ پاکستان کے دیہاتی علاقوں سے لے کر شہروں کے ترقی یافتہ علاقوں تک میں گزشتہ برسوں سے جو ماورائے عدالت پولیس اور دیگر سیکورٹی ایجنسیوں کے ہاتھوں شہری ہلاک ہو چکے ہیں ان کی تعداد ہزاروں میں ہے مگر اب تک کسی پولیس اہلکار کو قرار واقعی سزا نہیں دی گئی۔ کیونکہ حکومتیں خود پولیس سے ڈرتی ہیں کہ وہ ان کے معاون اور مددگار ہیں بلکہ جائز و ناجائز حکومتوں کا قیام ہی پولیس کے مرہون منت ہے۔ کرپٹ اور جرائم پیشہ لوگ حکمرانوں کے محافظ ہیں۔ پولیس اور حکمران سیاست دان ایک دوسرے کو خوب اچھی طرح تمام ثبوتوں کے ساتھ جانتے ہیں کہ وہ کن کن جرائم میں ملوث ہیں' اس لئے دونوں ایک دوسروں کو سماجی اور قانونی تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ سرکاری انتظامی مشینری کا نظام کرپشن

کی غلیظ دلدل میں اتنا دھنس چکا ہے اور ریاستی سرکاری مالیاتی اداروں ہی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جا رہا ہے۔ مایوسی اتنی حاوی ہو چکی ہے کہ بگاڑ کو درست کرنے کے تصور کو مذاق سمجھا جانے لگا ہے۔ جس دن سے ملک عالم وجود میں آیا ہے سیاسی عدم استحکام کا راج ہے۔ اسی وجہ سے ملک ٹوٹا اور آئندہ کے لئے بھی ہمارے وہی لچھن برقرار ہیں۔ اقتصادی طور پر ۳۰ کھرب روپے کے قرضوں نے ملک کو آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے ہاتھوں گروی رکھ دیا گیا ہے کہ ان ہی کی اطاعت و فرمانبرداری کی جا رہی ہے اور ملک کو جان بوجھ کر بدتر حالت میں لے جایا جا رہا ہے۔ رہی سہی کسر دہشت گردی نے پوری کر دی ہے۔ اغواء و تاوان، قتل و غارت کاروباری شعبے بن گئے ہیں۔ عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور تعلیم یافتہ بے روزگار نوجوانوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ نوشتہ دیوار بن گیا ہے۔ جھوٹ، منافقت، ریاکاری، دھوکہ، جعل سازی، فراڈ بازی پھرتیلے پن اور قابلیتوں کے پیمانے بن گئے ہیں۔ اس خوفناک تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر اگلے دو ڈھائی سال تک یہ ملک ان ہی حالات پر گامزن رہا تو یقیناً آج کے بعض افریقی ممالک الجزائر، الجیریا، روانڈا، صومالیہ اور موزنبیق کی طرح بن جائے گا اور ایسی خانہ جنگی شروع ہو جائے گی جو رکنے کا نام نہ لے گی۔ اگرچہ یہ ہمارے معاشرے کی اجتماعی شکل ہے، اس شکل کے برقرار رہنے کو تقویت اس بات سے پہنچتی ہے کہ پچھلے عشرے کے تمام پاکستانی حکمرانوں نے ایسی ہیبت ناک صورتحال کو کنٹرول کرنے کی کوشش نہ کی صرف زیادہ سے زیادہ حکومتی اختیارات حاصل کرنے اور اپنی اپنی تجوریاں بھرنے پر توجہ مرکوز رکھی۔ کیا یہی پنپنے کی باتیں ہیں؟ محسوس ہوتا ہے کہ بین الاقوامی ایجنڈے پر کام جاری ہے۔

☆ یہ بتائیے کہ اب تک پاکستان میں بہترین دور حکومت کونسا تھا اور بدترین کون سا رہا؟

○ ہم قائداعظم اور اس کی تخلیق مملکت خداداد پاکستان کے بارے میں قدرتی طور پر بہت حساس ہیں۔ ہمیں خوب معلوم ہے کہ یہ ملک کیوں اور کیسے بنا؟ اس کے ساتھ ماضی میں کیا ہوتا رہا ہے اور اب کیا ہو رہا ہے اور آئندہ کیا ہونے والا ہے! اگر بات معمول کے مطابق ہوتی کہ جس طرح دنیا بھر کی آزاد اور خودمختار ریاستیں چلتی ہیں اور چلتی رہیں گی تو شاید حالات مختلف ہوتے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس ملک میں نعمت خداوندی کی نہ تو قدر کی گئی اور نہ ہی آئندہ ایسا نظر آتا ہے۔ ہماری روش بتاتی ہے کہ ماضی میں جو کچھ بھی اس ملک کے ساتھ ہو چکا ہے مستقبل میں بھی ہم سابقہ نتائج سے بھی بدتر انجام سے ہمکنار ہوں گے۔ پاکستان کی تاریخ کے پہلے دس حکمران تمام کے تمام برے لوگ کہلائے گئے۔ انہیں ناتجربہ کار اور سادہ مزاج "اللہ لوگ" بھی کہا جا سکتا ہے جو بعد کے مقابلے میں نہایت ہی معصوم اور نیک نظر آتے ہیں۔

۵۸ء سے ۶۸ء تک کا دور حکومت فیلڈ مارشل محمد ایوب خان مرحوم کے ہاتھوں نسبتاً ترقی پذیر اور ہر شعبہ زندگی میں مستحکم سمجھا جا سکتا ہے۔ کہنے کو ایوبی آمریت کا دور کہلاتا ہے لیکن موجودہ جمہوری آمریت کے مقابلے میں انتہائی عوامی اور جمہوری دور تھا۔ مارشل لاء اور صدارت کے آمرانہ دور میں روزمرہ کی اشیائے صرف میں دس سالہ استحکام، بے روزگاری میں ٹھہراؤ، صنعتوں کی ترقی اور بین الاقوامی سیاست میں پاکستان کی سربلندی اس دور کے خاصے ہیں۔ لاکھ برائیوں کے باوجود یہ بہترین دور گردانا جاتا ہے لیکن ملک کے مشرقی بازو کی علیحدگی کی بنیادیں اور نفرتوں کے بیجوں کی آبیاری بھی اس دور کے حصے میں آتی ہے۔

اس پر آشوب دور کے بعد تیسرا دس سالہ دور جنرل محمد یحییٰ خاں کے مارشل لاء اور ذوالفقار علی بھٹو بلکہ پوری دنیا میں پہلے سویلین چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کا دور شروع ہوتا ہے جس میں دسمبر ۷۱ء میں سابقہ مشرقی پاکستان نیا ملک بنگلہ دیش بنا۔ یہ دور مارچ ۶۹ء سے لے کر جولائی ۷۷ء تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ نئے پاکستان کا دور ہے جس میں پاکستان کے تمام بنیادی نظریات اور فلسفوں کی بساط ہی لپیٹ دی گئی۔ ان تیسری دہائی کا خاتمہ جولائی ۷۷ء میں ایک نئے طویل ترین مارشل لاء کے نفاذ پر منتج ہوا۔

چوتھی دہائی اگست ۸۸ء میں جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کی ہلاکت پر ختم ہوئی۔ یہ دور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے "دور" پر محیط ہے۔ بین الاقوامی طور پر افغان وار میں پاکستان کے ہاتھوں سوویت یونین کی کمیونسٹ ایمپائر کی شکست و ریخت اہم بین الاقوامی واقعہ ہے جو جنرل ضیاء کے خصوصی مزاج و کردار کی وجہ سے ممکن ہو سکا۔ اسلام ایک نعرہ ہی بنا رہا جبکہ ہیروئن، اسلحہ اور دہشت گردی اسی چوتھی دہائی کے تحفے ہیں۔

اس کے بعد اسلامی جمہوریہ پاکستان کی پانچویں دہائی شروع ہوتی ہے۔ اس دس سالہ دور میں بھی پہلے دس سالہ دور کی طرح تقریباً دس ہی حکومتیں آئیں اور گئیں۔ یہ دور اس ملک کے جنم جنم کے جاگیردار و سرمایہ دار حکمرانوں کا مثالی لوٹ کھسوٹ، خرد برد، غبن، اربوں کھربوں کی دھاندلی، کمیشن بازی، جعلسازی، سود خوری، فراڈ بازی اور قرضوں کی معیشت کا دور ہے۔

یہ ملک چودہ کروڑ انسانوں کی ملکیت ہے، عوام متحد و متفق ہو کر لیٹرے حکمرانوں سے چھٹکارے کی تدبیریں کریں۔ یہ کوئی تقدیر نہیں بن چکی کہ عوام کو کبھی اسلام کے نام پر، کبھی جمہوریت اور کبھی جھوٹے انقلاب کے نام پر ٹھگا جاتا رہے۔ میں ملک کے عام حالات کو جو ملکی سلامتی اور بقاء کے لئے ہرگز مثبت اور بہتر نہیں سمجھتا۔ قوم دن بدن منتشر ہونے اور بکھرنے کے عمل کی طرف مائل ہے۔ کیونکہ روایتی حکمرانوں نے مستقل طور پر ذاتی خودغرضانہ عزائم پر ملکی و قومی مفادات یکسر قربان کر دیئے ہیں۔ ملک اور قوم کی ترقی کے نام پر بیرونی قرضہ جات آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک سے حاصل کئے گئے پھر حکمرانوں نے گزشتہ آخری دہائی میں یہ تمام قرضے اور امداد (کھربوں پر مبنی رقومات) ذاتی اور حواری افراد میں زرعی اور صنعتی قرضوں کی صورت میں تقسیم کر کے ہڑپ کر لئے اور بھاری شرح سود کے عوض واپس بیرونی بنکوں میں جمع کرا دیئے۔ ان حکمرانوں کی ہمدردیاں اور وفاداریاں ملک اور قوم کی بجائے بیرونی آقاؤں کے ساتھ ہیں، جو غیر محسوس طریقے سے پاکستان کی سیاسی آزادی و خودمختاری ناقابل واپسی بھاری قرضوں کے عوض اپنے پاس گروی رکھ دی ہیں۔ اب پاکستان اقتصادی اعتبار سے خودمختار اور آزاد ملک عملاً نہیں رہا۔ آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک جیسے بین الاقوامی مالیاتی ادارے ملٹی نیشنل کمپنیوں کی ملکیت اور ترجمان ہیں۔ خاص طور پر موجودہ تاجر، صنعت کار اور حکمران ٹولہ خود ہی ان مالیاتی اداروں اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کا ترجمان بنا ہوا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ان حکمرانوں نے خود کو ان ملٹی نیشنل کمپنیوں کا بزنس پارٹنر بنا کر پاکستان کو نیلام عام اور پرائیویٹائزیشن کے ذریعے خریدنے کا پروگرام شروع کر رکھا ہے۔ لہٰذا پاکستان کی ریاستی سلامتی، بقاء اور قومی یکجہتی سے زیادہ انہیں اپنے تاجرانہ اقتدار و حکومت کی فکر ہے۔ ہم نے تو ساری دنیا میں اب تک یہی دیکھا ہے کہ ریاست اپنی جغرافیائی حدود میں اپنے باشندوں کے لئے وجود میں آتی ہے خواہ وہ رعایا، غلام یا عوام کہلائے جائیں۔ ریاست کے تمام خزانے اور وسائل پیداوار ان ہی کی فلاح و بہبود اور ترقی و خوشحالی کے لئے وقف ہوتے ہیں یہی فلاحی ریاست کا تصور ہے لیکن اب یہاں سارا کام اس کے برعکس ہو رہا ہے۔ ریاستی اداروں، محکموں اور تمام وسائل اور پیداواری دولت کو ریاستی سرکاری کنٹرول سے نکال کر تاجرانہ نیلام عام کے ذریعے فروخت کیا جا رہا ہے، جو پاکستان اور اس کے عوام کے ازلی دشمن ہیں۔ گویا ریاستی خزانوں اور وسائل پیداوار اور روزگار پر ملکی باشندوں کا حق ختم کر دیا گیا ہے۔ سرکاری اور غیر سرکاری ملازمین کو گولڈن ہینڈ شیک اسکیم سے فارغ اور بے روزگار کر دیا گیا ہے اور باقی اس عمل سے گزرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔

یہ کیسی حکومت ہے کہ حکومتی اداروں کو فروخت کر رہی ہے، ریاستی و مملکتی ستونوں کو گرا رہی ہے۔ دل اور جذبات نہیں مانتے کہ ملک ختم کرنے کا پارلیمانی پروگرام چل رہا ہے، باقاعدہ آئینی اور قانونی طریقے سے ریاستی خود

کشی کی جا رہی ہے لیکن کان، آنکھ، دماغ، شعور و حواس یہی سمجھ پا رہے ہیں کہ سازشانہ اور خفیہ بین الاقوامی اقتصادی ایجنڈے کے تحت حکمرانوں کی ملی بھگت سے پچاس سالہ آزادی و خود مختاری فروخت کی جا رہی ہے یا واپس گورے ہاتھوں میں دی جا رہی ہے۔ ایسا لگتا ہے اقتصادی بحران اور بدحواسی سے طاقتور محافظوں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے، دل نہیں مانتا کہ جو کچھ دکھائی دے رہا ہے سچ ہو!

ملک کے مستقبل کے بارے میں اور بہت کچھ کہا جا سکتا ہے لیکن میں ایک بار عوام پر اور ذمہ داروں پر واضح کرنا بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ اب سارا دار و مدار اگرچہ وطن عزیز کی عظیم ترین قوت عوام اور دوسرے نمبر پر مسلح افواج پر ہے۔ ریفرنڈم کروا کے دیکھ لیجئے عوام کسی بہت بڑی تبدیلی کے موڈ میں ہیں۔ وہ خوب اچھی طرح جان گئے ہیں اور اپنے دشمنوں کو پہچان گئے ہیں۔ انہوں نے نام نہاد جمہوریت، ضیاء کا اسلامی دور اور فوجی مارشل لاؤں کے مزے چکھ لئے ہیں۔

اب واحد حل رہ گیا ہے جو روایتی حکمرانوں کے نہ سدھرنے پر واجب العمل ہو جائے گا۔ کیونکہ راستہ ایک ہی بچتا ہے کہ اب ایک بھرپور "عوامی انقلاب" لایا جائے جو برپا ہونا باقی رہ گیا ہے۔ میں شدت کے ساتھ محسوس کر رہا ہوں کہ اس وقت پاک مسلح افواج ملک کے اندرونی غداروں اور بیرونی ازلی و اصلی دشمنوں کی ہٹ لسٹ پر ہیں۔ قرضوں کا جال اور قومی اقتصادی بحران کے طور پر ابتدائی گہرے وار کر دیئے گئے ہیں۔ قرضوں اور اقتصادی بحران نے انہیں ساکت کر دیا ہے، اوپر سے اپنوں ہی کی بلیک میلنگ رنگ لا رہی ہے۔ اِس وقت ملک اور قوم سرکاری، قومی اور بین الاقوامی بندر بانٹ کا شکار بنے ہوئے ہیں۔ اگر یہ ہی نہ رہے تو حفاظت و دفاع کس کا ہو گا؟ منطقی امکانات اور افق پر چڑھے آثار بتا رہے ہیں کہ ہزاروں "بڑے لوگوں" کی قبریں بنیں گی، تمام سابقہ تجربات کے برعکس بڑا خونریز انقلاب دستک دے رہا ہے۔

کیونکہ ملک کی دونوں سب سے زیادہ طاقتور اور بڑی قوتیں (عوام اور فوج) فطری طور پر اپنی سلامتی اور بقاء کے لئے انقلاب انگیز مزاحمت کریں گی جو انہیں نیلامی کے چبوترے پر لانے کے درپے ہیں۔ اب پاکستان میں خمینی کی ضرورت ہے جو "ایرانی خمینی" سے کئی ہاتھ آگے ہو گا۔ احتساب و انقلاب کا نظام اللہ کا نظام ہے جس کی زد سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ دنیا کے تمام سیاسی و سماجی اور معاشی فلسفوں اور تعلیمات الٰہیہ کا درس یہی ہے کہ ایک انتہا ختم ہوتی ہے تو دوسری انتہا آغاز کرتی ہے۔ میں تو پاکستان کا یہی مستقبل دیکھ رہا ہوں۔

☆ پچھلا سال پاکستان کی آزادی کی گولڈن جوبلی کے طور پر منایا گیا۔ اس پر تبصرہ فرمایئے؟

○ مجھے گولڈن جوبلی منانے کا کوئی جواز نظر نہیں آیا کیونکہ گزشتہ پچاس سالوں میں ہم نے کوئی ایسا کارنامہ سرانجام نہیں دیا کہ جس پر قوم جشن منائے۔ اگر دیانتداری برتی جائے اور ہم اپنی کارفرمائیوں کا غیر جانبدارانہ تجزیہ کریں تو ہم اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ آج پچاس سال بعد ہم بحیثیت پاکستانی قوم اپنا انفرادی تشخص بھی قائم نہ رکھ سکے اور سب سے بڑی قابل ملامت حقیقت تو یہ ہے کہ ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء کے دن عالم وجود میں آنے والے دنیا کے واحد اسلامی نظریاتی ملک جو قائداعظم کا پاکستان تھا اسے صحیح سالم قائم نہ رکھ سکے۔○○

لمحہ فکریہ

ہماری آنکھیں کب کھلیں گی؟

تحریر: محمد یعقوب عمر، لاہور

یہود و نصاریٰ عراق کو ملیا میٹ کرنے کیلئے کچھ زیادہ ہی ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ نیو ورلڈ آرڈر کے معنی اب صاف سمجھ میں آ رہے ہیں کہ مسلم امہ میں سے کوئی ملک سر اٹھانے کے قابل نہ رہے۔ حالانکہ عراق میں اسلامی دستور کے نفاذ کا دور دور بھی امکان نہیں ہے۔ صدر صدام حسین کی ذات ایک کیمونسٹ سوچ کے حوالے سے پہچانی جاتی ہے۔ لیکن امریکہ کو خدشہ ہے کہ کہیں یہ ملک اسرائیل کیلئے وجہ پریشانی نہ بن جائے۔ اسرائیل نے اقوام عالم کی اسمبلی (اقوام متحدہ) کی قرار دادیں اپنی جوتی کی نوک پر رکھی ہوئی ہیں لیکن ان کے "میاں جی" چونکہ دنیا کے کوتوال ہیں لہٰذا اسے ڈر کاہے کا؟۔ اس نے ہر قسم کے اسلحہ کے انبار لگا رکھے ہیں مگر وہ لائسنس یافتہ غنڈا، ہر قسم کی غنڈہ گردی کا حق رکھتا ہے۔

جب بھی امریکہ کی غنڈہ گردی چلی تو کسی نہ کسی مسلم ملک پر ہی چلی، خواہ وہ نام نہاد مسلم ملک ہی کیوں نہ ہو۔ سوڈان ہو یا لیبیا، الجزائر ہو یا عراق، ماضی قریب میں اسرائیل کے جہازوں نے عراق کا ایٹمی ری ایکٹر تباہ کیا مگر اس عالمی تھانیدار نے اپنے پروردہ غنڈے اسرائیل کو اس پر بھی شاباش ہی دی ع "مرے کو مارے شاہ مدار" والا معاملہ ہے۔ بھوک سے بلکتے عراقی بچے، بغیر ادویات کے مرتے ہوئے لاکھوں انسانوں کی بے بسی بھی اس شیطان کو نظر نہیں آتی۔ اصل میں یہود کے اہداف مکہ و مدینہ ہیں لیکن کچھ کردار مسلمان ممالک کے بے غیرت اور بے شعور حکمرانوں کا بھی ہے۔ مسقط اور کویت بھی اسی شیطان بزرگ کے آلہ کار ہیں۔ افغانستان میں روس کی شکست سے پہلے دنیا دو متحارب دھڑوں میں منقسم تھی تو شیطان بزرگ کو کچھ نہ کچھ سوچنا پڑتا تھا مگر اب تو وہ سمجھتا ہے کہ ہم ہی ہم ہیں "انا ولا غیری"۔

یہود نے کرنسی کے زور پر "عالمی تھانیدار" کو اپنی من مرضی کے مطابق استعمال کرنے کا ہنر سیکھا ہوا ہے۔ مسلم امہ میں اتفاق کی کمی بھی آڑے آجاتی ہے۔ اکثر و بیشتر ممالک بھوک و ننگ کے خوف سے امریکہ بہادر کے آگے سربسجود ہیں۔ یہود و نصاریٰ تو اس قوم کے تشخص کو ختم کرنے کے درپے ہیں، مگر ہماری آنکھیں ہیں کہ کھلنے کا نام ہی نہیں لیتیں۔ یوں لگتا ہے کہ اس امت کا انجام بد اب بہت قریب آ گیا ہے۔

اب تک کے حالات و واقعات سے صاف عیاں ہے کہ معاملہ "غیرت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے" والا ہو چکا ہے۔ روس اور چین کی "تڑی" آڑے آ رہی ہے ورنہ اب تک بے چاری سرزمین دجلہ و فرات کی دھنائی ہو چکی ہوتی۔ (محمد یعقوب عمر، لاہور)

❄

ضرورت رشتہ

25 سالہ نوجوان، بی۔ کام، کمپیوٹر بزنس، ماہانہ آمدنی 5000 روپے کے لئے موزوں رشتہ درکار ہے۔

☆ ☆ ☆

تعلیم میٹرک، عمر 21 سال، ایف ایس سی میں زیر تعلیم 19 سالہ دوشیزگان کے لئے موزوں رشتے درکار ہیں۔

رابطہ: نعیم اختر عدنان، معرفت ندائے خلافت، لاہور

دعائے مغفرت

تنظیم اسلامی گجرات کے رفیق جناب عبدالرزاق کے والد صاحب کا 15/ فروری 98ء کو وصال ہو گیا ہے۔ رفقاء تنظیم اور قارئین ندائے خلافت سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ پختو نخواہ کا جھگڑا' مسلم لیگ اور اے این پی کا اتحاد ٹوٹ گیا۔ (ایک خبر)

✪ یار لوگ خواہ مخواہ خوش نہ ہوں : "نہ ان سے دوستی اچھی 'نہ ان سے دشمنی اچھی"

☆ جہاں بھی کوئی امریکی ملے ہر مسلمان کا فرض ہے اُسے قتل کر دے۔ (اسامہ بن لادن کا فتویٰ)

✪ اِس فتویٰ کے لئے "امریکی مار مہم" کا نام کیسا رہے گا!

☆ حکمران بے نظیر بھٹو کو قتل کرواسکتے ہیں۔ (سابق وزیر داخلہ نصیراللہ بابر)

✪ جی ہاں! مرتضیٰ بھٹو کی طرح

☆ سپریم کورٹ نے توہین عدالت کیس میں فریق بنانے کے لئے فاروق لغاری کی درخواست مسترد کر دی۔ (ایک خبر)

✪ عدالت عظمیٰ کے اِس فیصلہ پر لغاری صاحب یہ شعر گنگنا سکتے ہیں ؎

پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں   اِس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی

☆ تحریک پاکستان کا اِسلام سے تعلق تھا نہ یہ ملک اِسلام کے لئے بنا۔ (پیر پگاڑا)

✪ "نت نئے شوشے چھوڑتے رہنا پیر صاحب کا پُرانا وطیرہ ہے"۔

☆ قوم پرست سیاست دانوں نے ملک کو نقصان پہنچانے کیلئے گٹھ جوڑ کر لیا۔ (شاہ احمد نورانی)

✪ لٰہذا علماء کرام متحد ہو جائیں' اللہ آپ کا بھلا کرے گا۔

☆ سرکاری ملازمین کی تنخواہیں نہیں بڑھیں گی۔ (اِقتصادی اُمور کے سیکرٹری کی وضاحت)

✪ اِس لئے کہ "غریب مکاؤ" مہم کو کامیاب بنانا حکومت کی اولین ترجیح ہے۔

☆ نواز شریف' شرافت سے حکومت ہمارے حوالے کر دیں۔ (قاضی حسین احمد)

✪ ورنہ..... ہم اِسی تنخواہ پر گزارا کریں گے!

☆ ایک لاکھ کا جوتا بھی کوئی تحفے میں دے تو نہ لوں (بیگم کلثوم نواز شریف)

✪ اِس لئے کہ حکمرانوں کو "جوتے" خریدنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔

☆ نواز شریف کشمیر اور ایٹمی پروگرام پر سودے بازی کر کے ملک توڑنا چاہتے ہیں۔ (بے نظیر)

✪ حالانکہ اِس "نیک کام" کے اجارہ دار تو ہم ہیں!

☆ نواز شریف جمہوریت کی آخری وکٹ پر کھیل رہے ہیں۔ (شیخ رشید)

✪ "آپ کہتے ہیں تو ٹھیک ہی کہتے ہوں گے"۔

☆ اِسلام کی قوت میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ (ترک فوج)

✪ اِس لئے کہ ع "اتنا ہی یہ اُبھرے گا' جتنا کہ دبا دیں گے"۔

سچے موتی

امام غزالیؒ فرماتے ہیں : کئی بار تو کہتا ہے کہ کل یہ کام کرے گا حالانکہ جو کام تو آج انجام نہیں دے سکا کل اس کا انجام دینا مشکل ہو گا۔ آج کل آج کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تجھے اپنی خواہشات نفس کی مخالفت مشکل نظر آتی ہے۔ تو ایسے دن کا منتظر ہے جب یہ مشکل آسان ہو جائے گی حالانکہ یہ دن اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی نہیں کیا اور نہ کرے گا۔ خواہش کے جس درخت کو تو جوانی میں نہیں اکھاڑ سکا بڑھاپے میں کیا اکھاڑے گا۔ بڑھاپے کی محنت اور ورزش بہت تکلیف دہ ہوتی ہے۔

بقیہ : مغربی تقویم

Friday To The Scandi navian Goddess Friggaor Frigg Who Was Wodfn Wife Or Juno Or Venus Roman Mythology Goddess Of Love Wife Of Woden God

سنیچروار' زحل سیارہ کو کہتے ہیں۔ ہم اس دن کو شنبہ اور ہفتہ کہتے ہیں۔ سنیچر دیوتا کی پوجا کا دن۔ سنیچروار کو انگریزی میں سیچر ڈے کہتے ہیں۔ یہ بھی دو لفظوں سے مرکب ہے سیچر اور ڈے۔ یعنی سیچرن دیوتا کی پوجا کا دن۔ انگریزی میں زحل سیارہ کو "سیچرن" کہا جاتا ہے۔ قدیم رومیوں نے اس دن کو زحل یعنی سیچرن دیوتا کی پوجا کے لئے مخصوص کر رکھا تھا' اس لئے انہوں نے اسے اس نام سے موسوم کر دیا۔ ہندو اسے آج بھی پوجتے ہیں۔ اس لئے وہ اس دیوتا کی پوجا کے لئے مخصوص کردہ دن کو سنیچروار کہتے ہیں۔ ہندو سال میں ایک دفعہ اجتماعی طور پر اس سے اپنی شادابی و فراوانی کے لئے دعائیں مانگتے ہیں اور اس سالانہ تہوار کو وہ سیتہ گرھا کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ رومن لوگ قدیم زمانے میں اس کی پوجا کرتے تھے۔ آج بھی بعض رومی اور بعض بلاد البیضان کے لوگ اس سالانہ تہوار کو سیچر نیلیا کے نام سے منعقد کرتے ہیں۔

Saturday To Saturn The Roman God Of Agriculture Saturnatia The Festivel Of Saturn Among The Romans

زحل یعنی سنیچرن دیوتا کو زراعت کا دیوتا مانا جاتا ہے اور ہندو تو بڑی دھوم دھام سے زراعت کے اس دیوتا کے لئے سیتہ گرھا مناتے ہیں۔

قارئین محترم صرف عربی واحد زبان ہے جس میں ایام ہفتہ کے نام شرک و کفر سے پاک ہیں۔

بقیہ : جواب آں غزل

کے لئے اِنہیں موجودہ معاشی نظام کے شیطانی چکر سے نکلنے کی فکر کرنی پڑے گی' جس کے نتیجے میں امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ انہیں اس اِسلام کے معاشی نظام کے سایہ میں پناہ لینی پڑے گی جس کا کارنر اسٹون یہ ہے کہ "دولت کہیں تمہارے مالداروں کے درمیان ہی گردش نہ کرتی رہے"۔

دعائے صحت

تنظیم اسلامی گجرات کے امیر جناب احمد علی بٹ صاحب پچھلے چند ماہ سے کافی علیل ہیں۔ رفقاء تنظیم اور قارئین ندائے خلافت سے درخواست ہے کہ موصوف کی صحت یابی کے لئے خصوصی دعا فرمائیں۔

نظام میں تبدیلی انقلابی عمل کے ذریعے ہی لائی جا سکتی ہے

موجودہ نظام اللہ تعالیٰ کی صریح بغاوت پر مبنی ہے

—— محمد سمیع' کراچی ——

"اَفراط زر اور بلا سود بینکاری" کے عنوان سے ایک مضمون نظر سے گزرا جو روزنامہ "امن" ۱۳/ فروری کی اشاعت میں شائع ہوا۔ مضمون نگار علماء دین سے کچھ زیادہ ہی برہم نظر آتے ہیں' جبھی ان کا قلم اِن کے قابو میں دکھائی نہیں دیتا۔ اِس سے قبل کہ میں اپنی گزارشات اِس مضمون کے حوالے سے رکھوں' ایک بات کی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ میرا علماء دین کے طبقہ سے خاص تعلق نہیں بلکہ وطن عزیز کی تمام تر خرابیوں کے ذمہ داروں میں اِس طبقہ کو بھی شمار کرتا ہوں' جو اپنی غلط حکمت عملیوں کی بناء پر عوام کی دینی رہنمائی کا فریضہ ادا کرنے میں ناکام ہو رہے ہیں۔ تاہم ایک اصولی بات ہمارے پیش نظر رہنی چاہئے۔ علماء دین کا اگر کوئی اِحترام ہے تو یہ ان کی ذاتی خوبیوں کی بناء پر نہیں بلکہ اِس لئے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے اور خاتم النبین و مرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کا علم رکھتے ہیں۔ اِن کی ذاتی خوبیوں سے ہماری نظروں میں اِن کے احترام میں اضافہ تو ہو سکتا ہے' احترام کی بنیادی وجہ یہ نہیں۔ اِس کی مثال یوں سمجھئے کہ کوئی شخص بس میں سفر کر رہا ہے' اچانک اُس کی نظر ایک داڑھی والے شخص پر پڑتی ہے جو کھڑے ہو کر سفر کر رہا ہے۔ بیٹھا ہوا شخص فوراً اس کے احترام میں کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنی سیٹ اِسے پیش کر دیتا ہے حالانکہ وہ اس شخص کے اخلاق و کردار سے کوئی واقفیت نہیں رکھتا۔ دراصل اس کا احترام اس سنت نبویؐ کے لئے ہوتا ہے جس سے مذکورہ شخص نے اپنے چہرے کو مزین کیا ہوا ہے۔ کم از کم اس اعتبار سے علماء کرام کا پاس ادب ملحوظ رکھا جانا چاہئے' نہ کہ بزعم خویش یہ سمجھتے ہوئے کہ علماء جدید دور سے نا آشنا ہیں' انہیں ہدف ملامت بنایا جائے۔ کیا پتہ کہ ہم علماء کو دنیوی علوم کے اعتبار سے کودن سمجھتے ہیں لیکن یہ محض ہماری خام خیالی ہو بلکہ حقیقتاً ایسا ہی ہے ؎

نہ ہر زن زن اَست' نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

کے مصداق ہر عالم دین' جدید علوم سے نا آشنا نہیں ہوتا۔ اب اگر ہم علماء کے بارے میں عمومی رویہ یہی اختیار کر لیں جو مضمون نگار نے اختیار کیا ہے تو اندیشہ ہے کہ ہمیں اس رویئے پر اللہ تعالیٰ کے حضور شرمندہ ہونا پڑے۔ ہمیں چاہئے کہ علماء کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ اگر ان میں کوئی خیر ہے تو ان کے لئے ہے اگر کوئی شر ہے تو اس کا وبال بھی انہیں کے لئے ہے۔ ہاں البتہ اگر ان پر تنقید ناگزیر ہی ہو تو ادب و احترام کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے ایسا کیا جانا چاہئے۔

اب آیئے اصل موضوع کی طرف' بنیادی بات تو یہ سمجھ لینی چاہئے کہ نظام جب تک کل کا کل تبدیل نہیں ہو جاتا' اسلامی نظام کے جزوی نفاذ سے اس کی برکات کا ظہور نہیں ہو سکتا۔ ضیاء الحق مرحوم کے دور میں نظام زکوٰۃ' نظام صلوٰۃ اور حدود آرڈیننس کے نفاذ کا معاشرے پر جو اثر ہوا وہ ہمارے سامنے ہے۔ مضمون نگار کی اس بات سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا کہ اسلامی نظام کو چلانے کے لئے

جوابِ آں غزل

موجودہ بدعنوان انتظامیہ پر انحصار کرنا پڑے گا۔ وہ اس نتیجے پر غالبًا اس لئے پہنچے ہیں کہ ہمارے مذہبی سیاسی علماء موجودہ انتخابی طریقہ کار کے تحت الیکشن لڑ کر اقتدار میں آنا چاہتے ہیں تاکہ حکومتی طاقت کے ذریعہ اسلامی نظام نافذ کیا جا سکے۔ حالانکہ نظام ہمیشہ انقلاب کے ذریعہ بدلا کرتے ہیں انتخابات کے ذریعہ نہیں۔ انتخابات کے ذریعہ نظام کو چلانے کے لئے بہترین حکومت تو مہیا ہو سکتی ہے' اس کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر نیا نظام نہیں لایا جا سکتا۔ لہٰذا جب بھی وطن عزیز میں اسلامی انقلاب برپا ہو گا' لوگوں کو موجودہ بدعنوان انتظامیہ سے لازماً نجات مل جائے گی۔ دور جانے کی ضرورت نہیں' ایرانی انقلاب کے بعد اس ملک کی صورتحال پر نظر ڈالنا ہی کافی ہو گا۔ مضمون نگار نے افراط زر اور کاغذی کرنسی کو بنیاد بنا کر سودی نظام کی افادیت ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے اور یہ بتایا ہے کہ سودی نظام ناگزیر ہے۔ غالبًا وہ اخبارات کے مطالعہ کا شوق نہیں رکھتے ورنہ حال ہی میں مختلف اخبارات میں ماہرین معیشت و قانون اور دانشور حضرات کے مضامین شائع ہوئے ہیں جن کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ بلا سود بینکاری کا نظام کئی ممالک میں بڑی کامیابی سے ساتھ جاری ہے۔ جنہوں نے یہ مضامین لکھے ہیں وہ سکہ بند عالم دین ہی نہیں بلکہ جدید علوم سے استفادہ کرنے والے لوگ ہیں۔ جن میں پروفیسر خورشید احمد' جسٹس (ر) تنزیل الرحمٰن حتیٰ کہ اسٹیٹ بینک کے گورنر کی اس ضمن میں سفارشات تک اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں۔ فیڈرل شریعت کورٹ نے ہر قسم کی بینکنگ کو ناجائز قرار دے دیا ہے اور جس کی سربراہی میں یہ فیصلہ صادر ہوا ہے' وہ بھی کوئی سکہ بند عالم دین نہیں۔ مضمون نگار اپنے مضمون کے ذریعہ جن طبقات کی نمائندگی کر رہے ہیں' انہیں مشورہ دیا جانا چاہئے کہ سپریم کورٹ میں اس فیصلے کے خلاف اپیل دائر کی جا چکی ہے وہاں جا کر دلائل پیش کریں۔ اگر وہ ایسا کریں تو شاید سپریم کورٹ اس اپیل کو منظور کر لے۔ لیکن چونکہ انہیں پتہ ہے کہ ان کے دلائل سپریم کورٹ کے جج صاحبان کو قائل نہیں کر سکتے' لہٰذا وہاں انہوں نے اِس اپیل کو داخل دفتر کیا جانا گوارہ کر لیا ہے۔ مضمون نگار نے علامہ اقبال کے ایک شعر کی بنیاد پر علماء کو فی سبیل اللہ فساد کا مرتکب قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ کاش وہ سود کے بارے میں علامہ کے اِن فرمودات پر بھی نظر ڈال لیتے

از ربا آخر چہ می زاید؟ فتن
کس نداند لذت قرض حسن

اور

از ربا جاں تیرہ' دل چوں خشت و سنگ
آدمی درندہ بے دندان و چنگ

اور ؎

سود ایک کا لاکھوں کے لئے مرگ مفاجات

انہیں تو شاید یہ بھی نہیں معلوم کہ علامہ نے لفظ "ملا" معروف معنوں میں عالم دین کے لئے استعمال نہیں کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ باطل نظام اللہ تعالیٰ کے خلاف صریح بغاوت پر مبنی ہے۔ قرآنی الفاظ میں سودی نظام کے نتیجہ میں ہم "اللہ اور رسولؐ سے حالت جنگ" میں ہے۔ اِس نظام کے جبر کے نتیجے میں ہمارے معاشرے کا کوئی فرد بھی حرام اور ناجائز کاموں سے بچا ہوا نہیں ہے۔ اِس کا اعتراف حال ہی میں معروف مفکر قرآن ڈاکٹر اسرار احمد نے اِن الفاظ میں کیا ہے کہ "موجودہ باطل نظام کے تحت سانس لینا بھی حرام ہے"۔ اُنہوں نے اِس کا کفارہ یہ تجویز کیا ہے کہ لوگ اپنی زندگی میں کم سے کم ضروریات پر قانع رہ کر اپنی جملہ توانائیاں' صلاحیتیں اور وسائل وطن عزیز میں اِسلامی اِنقلاب کی جدوجہد کے لئے وقف کر دیں۔ کیا مضمون نگار اِس کے لئے تیار ہیں؟ اِس

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

مروجہ مغربی تقویم

جس میں دنوں کے نام شرک والحاد پر مبنی ہیں

تحریر: مولانا سید تصدق حسین بخاری

پوری دنیا کی طرح پاکستان میں جاری شدہ مغربی تقویم (Western Calendar) میں ہفتے کے دنوں کے نام کفریہ و شرکیہ ہیں۔ یہ ایسا بے لذت گناہ ہے جس کا اسلام میں کوئی جواز نہیں۔ اردن وغیرہ اگر اپنے ملک میں جولین تقویم جاری رکھ سکتے ہیں اور چین اگر اپنی تقویم کو جانوروں کے نام پر جاری کر سکتا ہے تو ہم اس مشرکانہ کیلنڈر کی جگہ اسلامی کیلنڈر کیوں نہیں جاری کر سکتے؟ آخر سعودی عرب میں بھی اسلامی تقویم رائج ہے اور اس کی تجارت و سفارت میں کون سا نقصان ہوا یا اس کو کون سی دشواری پیش آئی ہے؟ آپ ہفتہ کے دنوں کے اسلامی اور غیر اسلامی ناموں کا تقابلی مطالعہ فرما کر خود ہی فیصلہ کیجئے کہ نصاریٰ و ہنود کی شرکیہ تقویم مسلمانوں کے لئے کتنی معیوب اور باعث عتاب ہے۔ ایام ہفتہ کے معنی ملاحظہ فرمایئے۔

۱۔ اتوار: دو لفظوں پر مشتمل ہے۔ آیت اور وار آیت بمعنی سورج' وار بمعنی دن یعنی سورج کی پوجا کا دن۔ انگریزی میں اتوار کا ہم معنی سنڈے ہے۔ Sun Day یہ بھی دو الفاظ پر مشتمل ہے۔

Sunday is The Day, Sacred To TheSun

سن اور ڈے Sun and Day۔ سن بمعنی سورج اور ڈے بمعنی دن۔ یعنی سورج کی پوجا کا دن۔

ہندو اور عیسائی اس دن چھٹی کر کے مخصوص عبادت کرتے ہیں۔

ہندوستان میں ایک قوم سورج بنسی خاندان یعنی سورج کی اولاد کہلاتی ہے' ان کو بڑا معزز سمجھا جاتا ہے۔ ہندو چڑھتے اور ڈوبتے سورج کی شعاعوں کے اتصال کو پوجتے ہیں اور اس کو سب سے بڑا کارساز دیوتا سمجھتے ہیں۔ سنسکرت میں اتوار کو اوت وار کہتے ہیں۔

۲۔ سوم وار: سوم بمعنی چاند۔ اور وار بمعنی دن۔ چاند کی پوجا کا دن۔

Monday To The Moon

ہندوؤں کا سوم ناتھ مندر مشہور ہے جو کاٹھیاواڑ گجرات میں ہے اور جہاں قرامطہ اور ہندو مل کر مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے تھے۔ اسی وجہ سے اسے سلطان محمود غزنویؒ نے اکھاڑ پھینکا تھا اور اس کا دروازہ لے جا کر غزنی میں نصب کر دیا تھا۔ یہ دروازہ ملحد ظاہر شاہ نے اپنے ہم کیش جواہر لعل نہرو کو واپس دے دیا تھا۔ ظاہر شاہ نے ایک مسلمان فاتح کی یادگار دروازہ کو افغانستان سے نکال دیا تھا' اسی ظاہر شاہ کو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے افغانستان سے نکال کر اٹلی میں پھینک دیا۔

سومناتھ کے معنی بھی یاد کرتے چلئے۔ سوم بمعنی چاند اور سنسکرت میں ناتھ بمعنی خدا' آقا' یعنی چاند خدا۔ اس مندر میں چاند کی شکل بنا کر بلا کسی سہارے کے معلق کر رکھی تھی کیونکہ عرش و فرش اور در و دیوار میں برابر برابر مقناطیس لگا رکھا تھا اور چاند کو چھ اطراف کی کشش نے درمیان میں تھام کر رکھا ہوا تھا اور پنڈت لوگ سادہ لوح ہندوؤں کو کہتے تھے کہ دیکھو چاند واقعی خدا ہے جو کسی سہارے کے بغیر کھڑا ہے۔

انگریزی میں سوموار کا ہم معنی لفظ منڈے ہے۔ اور Monday بھی دو لفظوں سے بنا ہے۔ مون اور ڈے' مون بمعنی چاند اور ڈے بمعنی دن' یعنی چاند کی پوجا کا دن یا چاند کا دن۔ ہندوستان میں ایک قوم اپنے آپ کو چندر بنسی خاندان یعنی چاند کی اولاد کہلواتی ہے جس کو بڑا معزز خیال کیا جاتا ہے۔

۳۔ منگل وار: منگل بمعنی سرسبز و شاداب اور وار بمعنی دن۔ یعنی سرسبز و شادابی کے دیوتا کی پوجا کا دن۔ قدیم یونانی سیارہ مریخ کو سرسبزی و شادابی کا دیوتا مانتے تھے جبکہ ہندوؤں کا آج بھی یہی عقیدہ ہے۔ ہندوؤں اور قدیم یونانیوں کے نزدیک مریخ کو پوجنے اور اس سے دعا مانگنے سے کسان کی زراعت خوب سرسبز و شاداب ہوتی ہے۔ قدیم رومن اسے کسان کی کاشت کاری اور لڑائی کا دیوتا مانتے تھے۔ انگریزی میں مریخ کو "مارز" کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک یہ مقولہ چلا آ رہا ہے کہ یہ تو جنگل میں منگل ہے۔

انگریزی میں منگل کو "ٹیوز ڈے" کہتے ہیں۔ یہ بھی دو لفظوں سے بنا ہے "ٹیوز اور ڈے۔ ٹیوز بمعنی سیارہ مارز اور ڈے بمعنی دن جسے "ٹیو" بھی کہتے ہیں۔ یعنی ٹیوز دیوتا کی پوجا کا دن۔

Tuesday Sacred To Tiw Or Mars The Son Of Jupiter And Juno The Roman God Of War-

۴۔ بدھ وار: یہ بھی دو لفظوں کا مجموعہ ہے' بدھ اور وار۔ بدھ بمعنی عقل و شعور کا دیوتا۔ اور وار بمعنی دن۔ بدھ ہندی میں عطارد سیارہ کو کہتے ہیں۔ یعنی عطارد (بدھ) کی پوجا کا دن۔ جس پر بدھ دیوتا مہربان ہو جائے وہ عقل و شعور کا مالک بن جاتا ہے۔

انگریزی میں بدھ وار کو "ویڈنس ڈے" کہتے ہیں۔ سیکنڈے نیویا والے بھی اس کی پوجا کرتے تھے۔

ویڈنس ڈے بھی دو لفظوں سے بنا ہے۔ ویڈنس بمعنی وڈن دیوتا۔ اور ڈے بمعنی دن۔ عطارد کو انگریزی میں مرکری اور ہندی میں بدھ کہتے ہیں۔ ہندو اس کو اب بھی پوجتے ہیں۔

Wednes Day To The Chief Scandinavian God Woden Or Mercuri-

۵۔ برہسپت: یہ وہی سیارہ ہے جسے عربی میں مشتری اور برجیس کہتے ہیں اور فارسی میں ہرمزد۔ قاضی فلک کہتے ہیں کہ ہم اس دن کو پنج شنبہ یا جمعرات کہتے ہیں اور سنسکرت میں ویروار۔ یعنی ویر دیوتا کی پوجا کا دن۔ برہسپت میں پت بمعنی مالک' خداوند' عشق و محبت کا دیوتا۔

انگریزی میں اس دن کو "تھرس ڈے" کہتے ہیں۔ یہ بھی دو لفظوں کا مجموعہ ہے' تھرس اور ڈے۔ یعنی تھار دیوتا کی پوجا کا دن۔

Thurs Day To The Scandinvian God Thor Whowas Woden Sonor Jove

۶۔ فرائی ڈے: جسے ہم جمعہ کہتے ہیں اور فارسی میں آدینہ۔ ہندو اسے شکر وار کہتے ہیں۔ انگریزی میں "فرائی ڈے" بھی دو لفظوں سے مرکب ہے۔ فرائی بمعنی فریگا دیوی جو وڈن خدا کی بیوی سمجھی جاتی ہے۔ اور ڈے بمعنی دن یعنی فریگا یا فریگ دیوی کی پوجا کا دن۔

ہندو اسے شکروار کہتے ہیں۔ شکر اور روار۔ بمعنی حسن و جمال اور خوبصورتی عطا کرنے والی دیوی' جسے ہم زہرہ سیارہ کہتے ہیں' اور روار بمعنی دن یعنی زہرہ یا شکر دیوی کی پوجا کا دن۔ یاد رہے مغربی ممالک عیسائی ہونے سے پہلے ان سیاروں کو پوجتے تھے اور بعض علاقوں میں اب بھی یہ تہوار منائے جاتے ہیں۔ ہندو تو مسلسل اس شرک میں غرق چلے آ رہے ہیں۔

یاد رہے کہ زہرہ کو انگریزی میں وینس کہتے ہیں۔ سنسکرت میں زہرہ سیارہ کو شکر کہتے ہیں۔ ہندی میں اسے سوک کہتے ہیں۔ ہندو اسے دیوی ماننے کے باوجود اس کا سامنے ہونا منحوس بھی سمجھتے ہیں اور اس دن وہ کوئی نیک کام نہیں کرتے۔ رومیوں کی عشق و محبت کی دیوی' وڈن خدا کی بیوی۔

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

مدینۃ الاولیاء ملتان میں دورۂ ہائے ترجمہ قرآن

یوں تو شہر ملتان' پاکستان میں اپنی تاریخی و ثقافتی اہمیت رکھتا ہی ہے مگر سیاسی اور دینی حوالے سے بھی ملتان شہر ایک منفرد اہمیت کا حامل ہے۔ دینی حوالے سے اگر دیکھا جائے تو شہر ملتان تاریخ کے اوراق پر "مدینۃ الاولیاء" کے نام سے کندہ ہے اور اب بفضل تعالیٰ اس شہر میں "قرآن اکیڈمی" کا وجود کسی تعارف کا محتاج نہیں' جس میں پہلے دورۂ ترجمہ قرآن کے پرسعادت پروگرام کا آغاز امیر تنظیم اسلامی و صدر موسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ۱۹۹۲ء میں کیا تھا۔ تب سے مسلسل ان کے شاگرد رشید جناب انجینئر مختار حسین فاروقی' اور جناب ڈاکٹر محمد طاہر خان خاکوانی یہ ذمہ داری نبھانے میں کوشاں ہیں۔

امسال یہ ذمہ داری تنظیم اسلامی ملتان شہر کے امیر وصدر انجمن خدام القرآن ملتان جناب ڈاکٹر محمد طاہر خان خاکوانی نے نبھائی۔ قرآن اکیڈمی کی مسجد میں اس پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ اس پروگرام کی تشہیر کے لئے رمضان المبارک سے قبل مقامی روزنامہ اخبار میں پینل اشتہار دیا گیا اور کثیر تعداد میں ہینڈ بلز تقسیم کئے گئے اور خاصی تعداد میں Hanging Cards آویزاں کئے گئے۔ پروگرام کے مطابق عشاء کی نماز ساڑھے سات بجے شب ادا کی جاتی' اس کے بعد ڈاکٹر محمد طاہر خان خاکوانی دورۂ ترجمہ قرآن شروع کرتے جو کہ رات ساڑھے بارہ بجے سے ایک بجے تک جاری رہتا۔ بارہ رکعتوں کے بعد چائے کا وقفہ ہوتا جس میں ڈاکٹر منظور حسین اپنی ٹیم کے ساتھ شرکاء کی چائے' سنیکس اور مٹھائی سے تواضع کرتے۔ وقفے کے بعد تھوڑی دیر متعلقہ موضوع کی مناسبت سے خاکوانی صاحب شرکاء کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیتے اور ان کے اشکالات کو دور فرمانے کی کوشش کرتے۔ مرد حضرات کی حاضری سو سوا سو کے لگ بھگ ہوتی تھی جبکہ Week End پر یہ حاضری ڈیڑھ سو کے قریب پہنچ جاتی۔ مرد حضرات کے ساتھ ساتھ محترم خواتین بھی خراج تحسین کی مستحق ہیں' جو سردیوں کی یخ بستہ راتوں میں اپنی نیند اور آرام قربان کرکے قرآن اکیڈمی میں باقاعدگی کے ساتھ اس پروگرام میں شامل ہو کر رمضان المبارک کی جملہ برکات سے مستفید ہوتی رہیں۔ خواتین شرکاء کی اوسط حاضری تیس چالیس کے درمیان رہی۔

ناظم تعلیمات قرآن اکیڈمی و امیر حلقہ پنجاب جنوبی محترم مختار حسین فاروقی نے امسال اہم دینی موضوعات پر پچاس لیکچرز ایک منفرد انداز میں دیئے۔ جامع مسجد عسکریہ کالونی ملتان کینٹ میں نماز تراویح ادا کرنے کے بعد ایک ایک گھنٹے کے دو لیکچرز متعلقہ موضوع کی مناسبت سے پچیس دن تک ہوتے رہے۔ موصوف بلیک بورڈ کی مدد سے شرکاء کو دینی فکر سمجھاتے اور متعلقہ موضوع کی مناسبت سے فوٹو کاپیاں بانٹی جاتیں تاکہ موضوع سے مزید وضاحت ہو جائے۔ یوں یہ پروگرام شرکاء کی دلچسپی میں اضافے کا سبب بنا۔ اس پروگرام کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں ڈاکٹر عمر علی خان' محمد یونس چودھری اور برادرم کامران صاحب کی کاوشیں قابل ذکر ہیں۔ نہ صرف یہ کہ اس مسجد میں پروگرام کا انعقاد کروایا بلکہ محترم فاروقی صاحب کے لیکچرز کے آڈیوز کیسٹ تیار کئے گئے جو خاصی تعداد میں فروخت بھی ہوئے۔

قرآن اکیڈمی میں تیرہ افراد نے اعتکاف کا شرف حاصل کیا' جن کے لئے مسجد انتظامیہ کی طرف سے سحر و افطار کا بندوبست کیا گیا۔ ملتان سے باہر کے لوگوں کے لئے مفت رہائش اور سحر و افطار کا بھی بندوبست کیا گیا۔

۲۷ویں شب کو دورۂ ترجمہ قرآن کا یہ پروگرام بفضلہ تعالیٰ تکمیل کو پہنچا۔ محترم فاروقی صاحب نے لیلۃ القدر اور توبہ کے موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے انتہائی رقت آمیز کیفیت میں دعا کروائی۔ اس روز شرکاء کی تعداد ۶۰۰ کے قریب تھی۔ یوں یہ روح پرور پروگرام ۲۷ویں شب کو اپنی رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہر سامع کو قرآن و سنت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (رپورٹ: شہباز نور)

تنظیم اسلامی لاہور غربی کی سرگرمیاں

دورۂ ترجمہ قرآن

بلال مسجد رچنا ٹاؤن میں دورہ ترجمہ قرآن کا پروگرام طے پایا جس کی پبلسٹی کے لئے ۲ ہزار ہینڈ بل تیار کروائے گئے۔ رمضان سے قبل مختلف مساجد میں نماز جمعہ اور نماز فجر کے اجتماعات میں ہینڈ بل تقسیم کئے گئے۔ دورۂ ترجمہ کا پروگرام روزانہ بلاناغہ منعقد ہوتا رہا جس کے شروع میں تقریباً ثلث پارہ اور آخری عشرہ میں ایک پارہ مکمل کیا جاتا رہا۔ حاضری پہلے دو عشروں میں دس تا پندرہ تک جبکہ آخری عشرہ میں ۳۵ اور چالیس کے درمیان رہی۔ ۲۷ویں شب کو چونکہ مسجد میں ختم قرآن کا پروگرام تھا لہٰذا اس شب بھی یہ پروگرام رفیق تنظیم جناب محمد طفیل کے ہاں منعقد ہوا۔ انہوں نے شرکاء کی پرتکلف تواضع بھی کی۔ رمضان المبارک کے آخری روز بھی یہ پروگرام انہیں کے گھر منعقد ہوا۔ پورے رمضان کے دوران محمد حفیظ صاحب نے شرکاء کے لئے چائے اور دیگر لوازمات کا بڑی باقاعدگی سے اہتمام کیا۔ اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

دورۂ ترجمہ قرآن کا نہایت محنت اور مشقت طلب فریضہ امیر تنظیم اسلامی لاہور غربی جناب علاؤ الدین نے بڑی محنت' لگن' جانفشانی اور خوش اسلوبی سے ادا کیا جو دیگر رفقاء کے لئے ایک مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کے اسلوب بیان سے متاثر ہو کر شرکاء میں سے بہت سے حضرات نے اس خواہش کا اظہار بھی کیا کہ ترجمہ قرآن کا یہ پروگرام رمضان کے بعد بھی جاری رہنا چاہئے۔ دورۂ ترجمہ قرآن کے شرکاء کو "قرآن مجید کے حقوق" نامی کتابچہ بھی دیا گیا۔

عمومی درس قرآن

- جناب افتخار احمد نقیب اسرہ رچنا ٹاؤن نوری مسجد رچنا ٹاؤن میں روزانہ بعد نماز فجر "درس قرآن" کا فریضہ ادا کرتے رہے۔
- ڈاکٹر سید اقبال حسین نے مسجد طیبہ میں روزانہ بعد نماز فجر درس قرآن کا سلسلہ جاری رکھا۔
- نعیم اختر عدنان نے تقریباً روزانہ مختلف مساجد میں درس قرآن کا سلسلہ جاری رکھا۔ لاثانی مسجد پیپلز کالونی میں ہر اتوار کو بعد نماز فجر ہفتہ وار درس قرآن دیا۔ آخری عشرہ میں جناب عدنان صاحب نے لاثانی مسجد فیروزوالہ میں اعتکاف کیا اور وہاں روزانہ بعد نماز فجر درس قرآن دیا۔ ان کی دعوتی مصروفیات کی رپورٹ ندائے خلافت میں پہلے ہی شائع ہو چکی ہے۔
- ختم قرآن کے موقع پر جناب افتخار احمد صاحب نے نوری مسجد رچنا ٹاؤن میں' جناب نعیم اختر عدنان نے لاثانی مسجد پیپلز کالونی میں اور جناب اقبال حسین نے مسجد طیبہ پیپلز کالونی اور گول مسجد امامیہ کالونی میں مختلف موضوعات پر خطابات کئے۔
- رفیق تنظیم مولانا حاجی محمد اسلم فیروز والا کے مرد مجاہد شمار کئے جاتے ہیں۔ ان کی مثال "ادھر ڈوبا' ادھر نکلا' ادھر نکلا ادھر ڈوبا" کی سی ہے۔ انہوں نے رمضان المبارک کی مبارک ساعتوں سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے مختلف مساجد میں کہیں فجر کے بعد کہیں عصر کے بعد دین کا پیغام پہنچایا۔ فیروز والہ' رچنا ٹاؤن' امامیہ کالونی کی شاید ہی کوئی مسجد ایسی ہو جہاں موصوف نے خطاب نہ کیا ہو۔

دعوت افطار

تنظیم اسلامی لاہور غربی کے حلقہ میں تین اجتماعی افطار پارٹیوں کا اہتمام کیا گیا۔

- اسرہ پیپلز کالونی کے رفیق جناب زاہد وحید کے ہاں ۵۰ کی تعداد میں رفقاء و احباب شامل تھے۔ نماز عصر کے بعد حاجی محمد اسلم صاحب نے درس قرآن دیا۔ بعد ازاں نعیم اختر عدنان نے تنظیم اسلامی کی دعوت کو لوگوں کے سامنے واضح کیا۔
- جناب اشفاق احمد نقیب اسرہ شاہدرہ کے ہاں دعوت افطار میں نماز عصر کے بعد جناب نعیم اختر عدنان نے درس قرآن دیا۔ حاضری ۲۰ کے قریب تھی۔ یہاں قرآن مجید کے حقوق نامی کتابچہ بھی تقسیم کیا گیا۔

○ رمضان المبارک کی پہلی اتوار کو ماہانہ درس قرآن راجہ کالونی شاہدرہ میں منعقد کیا گیا جس میں ۵۰ کے قریب مرد اور بہت سی خواتین بھی شریک ہوئیں۔ درس قرآن جناب منیر احمد نے دیا۔

نماز عید کے اجتماعات

○ فروز والا کا سب سے بڑا اجتماع لاثانی عید گاہ میں ہوتا ہے۔ اس اجتماع عید سے جناب نعیم اختر عد[illegible] نے توبہ کی حقیقت اور مسلمانوں کے بنیادی فرائض کے موضوع پر خطاب کیا۔ شرکاء کی تعداد ایک ہزار مرد حضرات اور ۳۰۰ خواتین پر مشتمل تھی۔

○ مسجد طیبہ کے زیر اہتمام اجتماع عید سے جناب افتخار احمد نے خطاب کیا۔ یہاں حاضری تقریباً ۵۰۰ افراد پر مشتمل تھی۔

ماہ رمضان المبارک میں تنظیم اسلامی لاہور شمالی کی دعوتی سرگرمیاں

داعی تحریک رجوع الی القرآن ڈاکٹر اسرار احمد نے کئی سال پیشتر نماز تراویح کے دوران دورۂ ترجمہ قرآن کے جس مبارک سلسلہ کا آغاز فرمایا تھا اسی کے تتبع میں اس سال تین مختلف مقامات پر دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام تکمیل کو پہنچا۔ پروگراموں کی مناسب تشہیر اور عوام الناس کو متوجہ کرنے کے لئے تین مقامات پر "جلسہ ہائے استقبال رمضان" ترتیب دیئے گئے۔

اسرہ مصطفیٰ آباد کے زیر اہتمام مقامی مسجد "التوحید" میں بعد از تکمیل تراویح ترجمہ مع مختصر تشریح کی ذمہ داری امیر تنظیم لاہور شمالی جناب حسین نے ادا کی۔ یہ پروگرام قریباً دو گھنٹے کے دورانیے پر محیط تھا۔ بفضلہ تعالیٰ جس روانی، عمدگی اور تاثیر کے بھرپور انداز میں امیر تنظیم نے اس پروگرام کو چلایا وہ "یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا" کی عمدہ نظیر تھا۔ شرکاء کے تاثرات مختصراً کچھ یوں ہیں "آغاز رمضان میں سر راہے یونہی حاضر ہونے کا نتیجہ یہ نکلا کہ دوران رمضان کسی ایک غیر حاضری کا تصور بھی محال تھا"۔

"قرآن کی صورت میں موجود معجز نما ضابطہ حیات ہی ہمارے مسائل کا حل ہے"۔

سرچشمہ یقین و ایمان صرف اور صرف قرآن حکیم ہے" اور یہ کہ "قرآن مجید سے دوری ہی موجود الوقت ذلت و رسوائی کا واحد سبب ہے"

دارالقرآن وسن پورہ میں منعقدہ پروگرام میں رفقاء و احباب نیز خواتین کی حاضری ۱۸ تا ۳۲ کے درمیان رہی۔ یہاں محترم عبدالرزاق ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان نے اس کے لئے اپنی ذات کو وقف کیا۔ روزانہ دو گھنٹوں پر مبنی اس پروگرام میں پہلے بیس پاروں کی تکمیل ہو سکی۔ نرم، شستہ اور سلاست سے بھرپور اس پروگرام نے شرکاء کے قلوب و اذہان کو حلاوت ایمان سے بہرہ ور کیا۔ (یہ سلسلہ بعد از رمضان بھی جاری رہا)۔

اسرہ مغل پورہ کے زیر اہتمام مسجد اقصیٰ میں بیان القرآن کے زیر عنوان جناب حافظ محمد اشرف نے اس ذمہ داری کو پورا کیا۔ شرکاء کی تعداد ۱۰ تا ۲۰ افراد پر مشتمل تھی۔ پروگرام کا دورانیہ دو گھنٹوں پر مشتمل تھا۔

ڈاکٹر محمد ابراہیم نے اپنی رہائش گاہ پر نصف قرآن کے دورۂ ترجمہ کا پروگرام ترتیب دیا۔ آخری عشرۂ کے آغاز پر بیشتر شرکاء خواتین کے معتکف ہونے کے باعث یہ سلسلہ ۲۶ پاروں تک مکمل ہوا۔ روزانہ ایک گھنٹہ اس پروگرام میں حاضری دس تا سولہ افراد پر مشتمل تھی، جن میں خواتین بھی شامل ہیں۔

رمضان المبارک میں لاہور چھاؤنی کے پروگرام

دورۂ ترجمہ قرآن

دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام مسجد خدام القرآن والٹن میں منعقد ہوا۔ مدرس کی سعادت جناب فتح محمد قریشی نے حاصل کی۔ پروگرام میں ۲۵/ رفقاء و احباب نے شرکت کی۔

دوسرا پروگرام کیبن والی مسجد لاہور چھاؤنی میں منعقد ہوا۔ یہاں نماز تراویح کے بعد اہم مضامین کا خلاصہ بیان کیا جاتا رہا۔ یہ ذمہ داری جناب ہشام مغربی نے ادا کی۔ اوسطاً ۱۵/ احباب شریک پروگرام رہے۔

اسرہ جاتی دعوتی پروگرام

رمضان المبارک میں اسرہ کی سطح پر دعوتی پروگرام اجتماعی افطاریوں کی شکل میں ترتیب دیئے گئے، جس میں مقررین نے مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق کے موضوع پر روشنی ڈالی۔ احباب میں "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" نامی کتابچہ بھی تقسیم کیا گیا۔ ان افطاریوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

اسرہ کینٹ میں ۵ رفقاء اور ۳۵ احباب شریک ہوئے۔ مقرر جنرل ایم ایچ انصاری تھے۔ اسرہ ڈیفنس میں ۶ رفقاء اور ۳۰ احباب شریک ہوئے، مقرر محمد مبشر تھے۔ اسرہ گلبرگ میں ۴ رفقاء اور ۱۷ احباب شریک ہوئے، مقرر حافظ محمد اقبال تھے۔ اسرہ والٹن نمبر(۱) میں ۸ رفقاء اور ۱۹ احباب شریک ہوئے، مقرر جناب فتح محمد قریشی تھے۔ اسرہ والٹن نمبر(۲) دو رفقاء اور دس احباب شریک ہوئے، مقرر جناب حبیب الرحمٰن تھے۔ اسی اسرے کے تحت مزید تین پروگرام ہوئے۔ پہلے پروگرام میں ۷ رفقاء جبکہ دوسرے پروگرام میں ۸ رفقاء اور ۱۰ احباب شریک ہوئے، مقرر جناب محمد اشرف وصی تھے۔ تیسرے پروگرام میں ۶ رفقاء اور ۱۴ احباب شریک تھے، مقرر جناب حبیب الرحمٰن تھے۔ اسرہ نشتر کالونی میں ۵ رفقاء اور ۲۵ احباب شریک ہوئے، مقرر محمد مبشر تھے۔ اسی اسرہ کے تحت دوسرے پروگرام میں ۶ رفقاء اور ۳۰ احباب شریک ہوئے، مقرر جناب حبیب الرحمٰن تھے۔

انجمن کے اراکین کیلئے کتابوں کے سیٹ

۷۲/ اراکین کے ناموں کی [illegible] مرکزی دفتر سے موصول ہوئی جس میں سے ۵۵/ اراکین کو کتابوں کے سیٹ پہنچائے گئے۔

معتکف حضرات کے لئے کتابچہ

معتکف احباب کو "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" نامی کتابچہ پہنچانے کے ضمن میں خصوصی محنت کی گئی۔ ۱۸۲ احباب تک کتابچہ پہنچایا گیا۔

(رپورٹ: محمد وسیم، امیر لاہور چھاؤنی)

ایبٹ آباد میں دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام

اسرہ ایبٹ آباد کے زیر اہتمام چار مقامات پر دورۂ ترجمہ قرآن کے بابرکت پروگرام بذریعہ ویڈیو منعقد کئے گئے۔ رمضان المبارک کی آمد سے قبل ہی بینرز اور ہینڈ بلز کے ذریعے ان پروگرامز کو مشتہر کیا گیا۔ چار مقامات پر پروگرام ہوئے

○ پہلا پروگرام رفیق تنظیم جناب سعید احمد کے گھر منعقد کیا گیا۔ یہ پروگرام روزانہ بعد از نماز تراویح رات بارہ بجے تک جاری رہا۔

○ دوسرا پروگرام حاجی ثناء اللہ صاحب کے گھر سر سید کالونی میں خواتین کے لئے ترتیب دیا گیا۔

○ دورۂ ترجمہ کا تیسرا پروگرام عرفان صاحب کی رہائش گاہ پر صبح دس تا بارہ بجے ہوا۔

○ چوتھا پروگرام عبدالجلیل صاحب کی رہائش گاہ واقع ملک پورہ میں منعقد ہوا، جس میں پندرہ تا بیس افراد شریک ہوتے رہے۔

الحمدللہ چاروں مقامات پر دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام نہایت خوش اسلوبی سے جاری رہے۔ ان پروگراموں کے نتیجے میں سات افراد تنظیم اسلامی میں شامل ہوئے۔ ایک خاتون نے بھی قافلہ تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔

تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کا ماہانہ دعوتی اجتماع

ہمتوں کو مجتمع رکھنے اور جذبوں کی آبیاری کیلئے قرآن مجید ہماری اساس ہے۔ اسی فکر کی تازگی کیلئے ۱۵/ فروری کو بعد نماز مغرب تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کے دفتر واقع عابد مجید روڈ گنج بھاٹہ میں درس قرآن کا فریضہ جناب اشتیاق حسین نے ادا کیا۔ درس کا مقام سورۃ الملک تھا۔ توحید باری تعالیٰ کی برکات، طاغوتی طاقتوں کے توحید پر حملوں اور حربوں کا تذکرہ کیا گیا اور واضح کیا گیا کہ موجودہ کفر کی روک تھام صرف اور صرف قرآن کے مضبوط ہتھیار سے ہی ممکن ہے۔ مسلمانوں کی ذمہ داریوں کے بارے میں حالات حاضرہ کے تناظر میں جائزہ لیا گیا۔ (رپورٹ: بشیر محمد شاد)

تنظیم اسلامی کراچی ضلع جنوبی کا ایک روزہ پروگرام

تنظیم اسلامی کراچی ضلع جنوبی کے زیر اہتمام ایک روزہ تربیتی پروگرام ۱۴ فروری نماز عشاء سے ۱۵ فروری نماز عصر تک ہوا۔ جس میں ۸ رفقاء نے کلی طور پر اور ۱۳ رفقاء نے جزوی طور پر شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز بعد نماز عشاء درس حدیث سے ہوا جس کے فرائض جناب عبدالرحمٰن نے ادا کئے۔ انہوں نے ایمان کے موضوع پر احادیث پیش کیں۔ اس کے بعد رفقاء کا باہمی تعارف ہوا۔ عشائیہ کے بعد حالات حاضرہ اور مختلف موضوعات پر رفقاء کے درمیان تبادلہ خیال ہوا۔ اگلے روز رفقاء کو پونے پانچ بجے بیدار کیا گیا۔ رفقاء نماز فجر تک انفرادی نوافل' تلاوت قرآن اور ذکر میں مصروف رہے۔ نماز فجر کے بعد جناب عبدالرحمٰن وره نے درس قرآن دیا' موضوع "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد بعثت اور انقلاب نبوی کا اساسی منہاج" تھا۔ درس قرآن کے بعد رفقاء کو تین گروپس میں تقسیم کر کے انہیں ادعیہ ماثورہ یاد کرائی گئیں۔ وقفہ کے بعد ۹ بجے سے پھر پروگرام کا آغاز ہوا۔ اس میں امیر محترم کی کتاب "اسلام کے انقلابی فکر کی تجدید و تعمیل" کے ایک باب "فکر اقبال کی تعمیل کا تاریخی جائزہ" کا اجتماعی مطالعہ کرایا گیا جس میں کچھ تشریح بھی کی گئی اور رفقاء سے سوالات بھی کئے تاکہ افہام و تفہیم ہو سکے۔ اس کے بعد جناب شمیم احمد نے رفقاء سے خطاب کیا' ان کی گفتگو کا موضوع تزکیہ نفس تھا۔

انہوں نے کہا کہ اس سے ہم میں انکساری' غصہ سے پرہیز اور ایفائے عہد جیسے اخلاق پیدا ہوں گے۔ ہم عملی زندگی میں ایسے اخلاق پیدا کریں کہ لوگ خود بخود ہماری طرف متوجہ ہوں۔ امیر محترم کا ویڈیو کیسٹ بعنوان "ابلیس کی مجلس شوریٰ" دکھایا گیا۔ علامہ اقبال کی اس نظم کو امت مسلمہ کے نام پیغام میں ایک وصیت کی حیثیت حاصل ہے۔ ان حسن خاں نے فتنہ انکار حدیث کے موضوع پر خطاب کیا۔ ایک روزہ پروگرام میں رفقاء میں خطاب کی صلاحیت پیدا کرنے کے لئے خصوصی محنت کی جاتی ہے۔ انہوں نے رفقاء کو خبردار کیا کہ وہ ایسے لوگوں سے گفتگو کرنے کے لئے دلائل سے مسلح رہیں۔ اس پر رفقاء نے باہمی مذاکرہ کیا جو نماز عصر تک جاری رہا۔ عصر کے بعد اس پروگرام کا آخری آئٹم ایک حدیث تھی جو عبدالرحمٰن صاحب نے پیش کی یوں یہ ایک روزہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔

(رپورٹ : واجد علی رضوی)

ایبٹ آباد میں دعوتی و تنظیمی پروگرام

○ ۲۹/ رمضان المبارک کو مسجد پولی ٹیکنیکل کالج میں تنظیمی اجتماع اور افطار پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز درس قرآن سے ہوا۔ بعد ازاں رفقاء سے دورۂ ترجمہ قرآن اور انفرادی و اجتماعی دینی تقاضوں کے بارے میں گفتگو ہوئی۔

○ ۳/ فروری کو جامع مسجد چاندنی چوک ملک پورہ ایبٹ آباد میں تنظیم اسلامی میں نئے شامل ہونے والے رفقاء کی تعارفی نشست ہوئی۔ اس نشست کا اہتمام رفیق تنظیم عبدالجلیل صاحب نے کیا۔

○ ۸/ فروری بعد از نماز عصر جامع مسجد پولی ٹیکنیکل کالج میں دعوتی اجتماع ہوا' جس میں قریبی دکانداروں نے شرکت کی۔

○ ناظم حلقہ شمس الحق اعوان اور نائب ناظم محمد طفیل گوندل صاحب نے دیگر رفقاء کے ہمراہ اسرہ ایبٹ آباد کا دورہ کیا۔ ان سے تمام رفقاء کا باہمی تعارف کروایا گیا۔

نئے رفقاء کی شمولیت سے اسرہ ایبٹ آباد کے رفقاء کی تعداد ۲۶ ہو گئی ہے۔ ناظم حلقہ نے اسرہ کی کارکردگی کو تسلی بخش قرار دیا۔ (رپورٹ : ذوالفقار علی)

تنظیم اسلامی کوئٹہ کا ایک روزہ تربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی کوئٹہ کے تربیتی پروگرام کا آغاز ۲۱ فروری کو بعد نماز مغرب شروع ہوا جو ۲۲ فروری کو بعد نماز مغرب ختم ہوا۔ ہمارا یہ تربیتی پروگرام نقیب اسرہ کوئٹہ جناب سلیمان قوم کے گھر پر ہوا۔ موصوف کے دو بیٹے اور ایک بیٹی بھی تنظیم میں شامل ہیں۔ یہ پروگرام بعد نماز مغرب شروع ہوا۔ قاری شاہد اسلام بٹ نے ایک روزہ پروگرام کی تفصیلات بیان کیں۔ معتمد تنظیم جناب عمر دراز نے ہدایات دیں جن سے پرانے رفقاء کے لئے یاد دہانی ہوگئی اور مبتدی رفقاء کے لئے بھی فائدہ مند رہا۔ اس کے بعد رفقاء کا باہمی تعارف ہوا۔ تعارفی پروگرام میں ۴ / احباب بھی شریک تھے۔ سہ ماہی رپورٹ کے حوالے سے احتسابی گفتگو بھی ہوئی۔ یہ پروگرام رات ساڑھے گیارہ بجے ختم ہوا۔

۲۲ فروری بروز اتوار نماز فجر کے بعد پروفیسر نجیب اللہ نے درس حدیث دیا۔ درس میں قرآن پاک کو پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب دلائی گئی۔ وقفے کے بعد پروگرام کا آغاز ۹ بجے ہوا جس میں ساتھیوں سے تربیتی خطابات کرائے گئے۔ موضوع تھا "دینی فرائض کا جامع تصور"۔ چار ساتھیوں نے پندرہ پندرہ منٹ کے خطابات کئے جن میں محمد شوکت اسرہ نمبر۱' خواجہ ندیم اسرہ نمبر۲' شاہی اسرہ نمبر۳' ملک تنویر اسرہ نمبر۲ شامل تھے۔ خطابات کے حوالے سے جو غلطیاں شرکاء گفتگو سے ہوئی تھیں۔ ان کی نشان دہی ی شاہد اسلام بٹ نے کی۔ ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک قاری صاحب نے ساتھیوں کو کیمیائے سعادت سے نیک خلقی کا مفہوم سنایا اور سمجھایا۔ چائے کے وقفہ کے بعد ڈاکٹر اسرار احمد امیر تنظیم اسلامی کا خطاب جمعہ ۲۴ اکتوبر جو اقامت دین کے موضوع پر تھا' سنا گیا۔ بعد ازاں نماز جنازہ اور میت کے غسل کے بارے میں عمر دراز صاحب نے گفتگو کی۔ اس کے بعد نماز کھانے اور آرام کے لئے وقفہ کر دیا گیا۔ مقامی مسجد کے امام مفتی سیف الرحمٰن اور جمعیت علمائے اسلام کی شوریٰ کے رکن جناب نعمت اللہ سے قاری شاہد اسلام نے گفتگو کی اور ان کو تنظیم کے کام کے بارے میں بتایا اور ان کے سوالوں کے جوابات دیئے۔ بعد ازاں دعوتی گشت کے دوران بنیادی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

بعد نماز عصر قاری شاہد اسلام بٹ نے "تنظیم اسلامی کی دعوت اور سورۂ حدید کے حوالے سے دعوتی خطاب کیا۔ دعا پر ایک روزہ پروگرام کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ : ملک تنویر اعجاز)

تنظیم اسلامی کراچی ضلع شرق نمبر(۱) کا ایک روزہ دعوتی و تربیت پروگرام

تنظیم اسلامی کے منفرد رفقاء کا بھی عجیب معاملہ ہے' جو رفقاء کسی نہ کسی تنظیم کے تحت کام کر رہے ہیں وہ اجتماعات میں بھی شریک ہوتے ہیں' انہیں تربیت کے مواقع بھی حاصل ہوتے رہتے ہیں جس کے نتیجہ میں ان کی خفیہ صلاحیتیں بھی بیدار ہوتی ہیں اور انہیں تنظیم میں فعال کردار ادا کرنے کے مواقع بھی ملتے رہتے ہیں۔ اس کے برعکس ایک منفرد رفیق کی کراچی کی حد تک خصوصی ماہانہ تربیتی اجتماع میں شرکت ہوتی ہے یا پھر ایک روزہ پروگرام میں۔ چونکہ وہ کسی امیر یا نقیب کو جواب دہ نہیں ہوتا لہٰذا ان اجتماعات میں شرکت میں بھی تساہل ہو ہی جاتا ہے۔ یہ ایک طرح کا احساس محرومی اور تنہائی کا احساس ہے جو ایک منفرد رفیق کو ہوتا ہے۔ اپنے اسی احساس محرومی کو ختم کرنے کے لئے میں نے فیصلہ کیا کہ مجھے تنظیم شرقی نمبر(۱) کے پروگرام میں شرکت کرنا چاہئے۔

کراچی شرقی نمبر(۱) کے زیر اہتمام ایک روزہ تربیتی پروگرام اتوار ۱۵ فروری کو صبح ۹ بجے حلقہ کے دفتر میں منعقد ہوا۔ اس پروگرام کی ذمہ داری جناب راشد یار خان نے ادا کی۔ سب سے پہلے شرکاء پروگرام کو امیر محترم کا حقیقت نفاق پر مبنی ویڈیو کیسٹ دو حصوں میں دکھایا گیا۔ ۱۰ تا ۱۱ بجے تک "تعارف تنظیم" نامی کتابچے کے چند اقتباسات پڑھ کر سنائے گئے' جس کے درمیان مذاکرے بھی جاری رہے۔ دعائے قنوت بمع ترجمہ پڑھنے' یاد کرنے اور الفاظ کی درست ادائیگی کی مشق جناب فیصل منصوری نے کرائی' اس کے بعد "رفقاء کے دس بنیادی اوصاف" ذہن نشین کرائے گئے۔ نماز ظہر اور کھانے کے وقفے کے بعد امیر محترم کی تقریر کا دوسرا حصہ دیکھا گیا اور رفقاء کو گفتگو کی مشق ہوئی۔ سورۃ العصر کے مضامین پر باری باری گفتگو کرائی گئی۔ جناب فیصل منصوری نے اس گفتگو کو سمیٹا۔ بعد ازاں "قرارداد تنظیم اسلامی کی توضیحات" جناب سلیم احمد خان نے سنائیں۔ نماز عصر سے قبل جناب مطیع الرحمٰن نے مطالعہ حدیث میں بتایا کہ نبی اکرم ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے جو اسرار منکشف فرمائے اگر ہم پر عیاں ہو جائیں تو ہم ہنسیں کم اور روئیں زیادہ۔

ایک خاص بات جو میں نے یہ نوٹ کی کہ اب تنظیم میں کالی داڑھی والے نوجوانوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے جو ایک اچھی علامت ہے۔ (رپورٹ : محمد سمیع)

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۷، شمارہ ۹
سالانہ زرِ تعاون -/۱۲۵ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس- ریلوے روڈ، لاہور
مقامِ اشاعت: ۳۶-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۰۳-۵۸۶۹۵۰۱

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین

مسلم اُمہ - خبروں کے آئینے میں (انتخاب: مرزا ندیم بیگ)

ترک تعلیمی اِداروں میں دوپٹہ اور داڑھی پر پابندی واپس

ترک حکومت نے عوام اور طلبہ کی جانب سے تعلیمی اداروں میں زیرِ تعلیم طلبہ کے داڑھی رکھنے اور طالبات کے دوپٹہ اوڑھنے پر عائد پابندی کو واپس لے لیا ہے۔ اس بات کا اعلان وزیرِ اعظم مسعود یلماز نے کابینہ کے اجلاس سے قبل اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے بتایا کہ وزیرِ تعلیم مسٹر حکمت کو فوری طور پر تعلیمی اداروں کے سربراہوں کو یہ تحریری ہدایت جاری کرنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ وزیرِ اعظم نے کہا کہ اب ملک میں جاری بے چینی ختم ہو جائے گی۔ (نوائے وقت، ۵ مارچ)

اقوام متحدہ لیبیا پر عائد پابندیاں ختم کرے، اسلامی کانفرنس

اسلامی کانفرنس نے اقوام متحدہ سے مطالبہ کیا ہے کہ لیبیا پر عائد پابندیاں ختم کی جائیں۔ اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے سیکرٹری جنرل عزالدین لاراکی نے اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان سے کہا ہے کہ وہ عالمی عدالت کے فیصلے کی روشنی میں فوری اقدام کریں۔ تاکہ لیبیا کے خلاف عائد پابندیاں ختم کی جا سکیں۔ انہوں نے کہا کہ عالمی عدالت انصاف کے فیصلے کے بعد لیبیا کے خلاف پابندیاں جاری رکھنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے سیکرٹری جنرل جمعہ کو عالمی عدالت انصاف کے فیصلے کا حوالہ دے رہے تھے جس کے مطابق عالمی عدالت نے امریکہ اور برطانیہ کا یہ موقف مسترد کر دیا تھا کہ لیبیا "لاکربی" بم دھماکے کے سلسلے میں مشتبہ افراد پر مقدمہ چلانے کے لئے ملزموں کو امریکہ یا سکاٹ لینڈ کے حوالے کرے۔ لیبیا کے خلاف ۱۹۹۲ء سے اسی بنیاد پر پابندیاں عائد ہیں کہ اس نے لاکربی بم دھماکے کے سلسلے میں تحقیقات میں تعاون سے انکار کیا تھا جس کے نتیجے میں ۲۷۰/ افراد ہلاک ہوئے تھے۔ (نوائے وقت، ۵ مارچ)

عراق کی کویت اور سعودیہ کو تعلقات بحال کرنے کی پیشکش

عراق کے وزیر انصاف شبیب کے مطابق عراق نے کویت اور سعودی عرب کو پیغام بھجوایا ہے کہ وہ تعلقات کی بحالی کے لئے اپنا نمائندہ بھیجنا چاہتا ہے۔ عراقی وزیر کے مطابق یہ پیغام عرب لیگ کے ذریعے دونوں ممالک بھجوایا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ عراق فوری طور پر صدر صدام کی طرف سے خصوصی نمائندہ بھجوانے پر تیار ہے تاکہ ماضی کی تلخیاں ختم کر کے تعلقات کی بحالی کا آغاز کیا جا سکے۔ عراقی وزیر کے مطابق سعودی عرب ابھی تک عراقی نمائندے سے ملاقات پر تیار نہیں ہوا جبکہ کویت عراق کے ساتھ کسی قسم کے رابطہ کے شروع ہی سے خلاف ہے۔ عراق کی اقوام متحدہ کی ظالمانہ پابندیوں کی وجہ سے ہزاروں لوگ موت کے منہ میں جا رہے ہیں۔ لیکن اقوام متحدہ امریکہ اور برطانیہ کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی بلکہ وہ دن بدن پابندیاں بڑھاتے چلے جا رہے ہیں۔

سعودی عرب نے امریکہ کی دوغلی پالیسی مسترد کر دی

سعودی عرب نے ایران اور عراق کے بارے میں امریکہ کی دوغلی پالیسی کو ہدفِ تنقید بناتے ہوئے عراق اور اسرائیل و فلسطین امن کی کوششوں کو علیحدہ مسئلہ قرار دینے کی امریکی کوششوں کو مسترد کر دیا ہے۔ سعودی عرب نے واضح کیا ہے کہ عراق کی جانب سے اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل کرنا اور اسرائیل کی جانب سے معاہدوں کے مذاق اڑانے میں گہرا تعلق ہے۔ وزیر خارجہ سعود الفیصل نے واضح کیا کہ سعودی عرب جہاں امریکہ کو واحد سپر پاور نہیں سمجھتا وہیں وہ ایران اور عراق کے بارے میں اس کی دوغلی پالیسی سے بھی اتفاق نہیں کرتا اور نہ ہی وہ یکطرفہ پابندیوں سے ایران کو تنہا کرنے کی کوششوں کی حمایت کرتا ہے۔ سعودی شہزادہ نے واضح کیا کہ خلیج میں امریکہ کا بااعتماد اور اہم اتحادی ملک (سعودی عرب) عراق کے خلاف یکطرفہ امریکی پابندیوں کے باعث مضطرب ہوا ہے اس لئے کہ عراق کے اس بحران کی وجہ سے امن منصوبے سے توجہ ہٹ گئی۔

قازستان میں گرفتار 3 ایرانیوں پر فرد جرم عائد

قازقستان میں گرفتار تین ایرانی باشندوں پر باضابطہ جاسوسی کا الزام عائد کر دیا گیا ہے۔ ان افراد میں سے ایک کو منگل کے روز الماتے میں ایک ڈیپارٹمنٹل سٹور میں ایک قازق شہری سے خفیہ دستاویزات وصول کرتے ہوئے گرفتار کیا گیا تھا۔ بعد ازاں دیگر دو ایرانیوں کو دورانِ تفتیش گرفتار کیا گیا ہے۔ قازقستان کے حکام نے بتایا کہ یہ ایرانی تاجروں کے بھیس میں الماتے میں آئے تھے اس لئے ان افراد کو سفارتی تحفظ حاصل نہیں ہے۔ (روزنامہ پاکستان، یکم مارچ)

افغان مسئلہ کا حل صرف طالبان کے پاس ہے، ظفر الحق

مذہبی امور کے وفاقی وزیر راجہ ظفر الحق نے کہا ہے کہ افغانستان میں طالبان کی اسلامی حکومت کے قیام کے باعث اب وسط ایشیا میں بھی تیزی سے اسلام کے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ راجہ ظفر الحق نے یاد دلایا کہ خانہ کعبہ میں افغان مجاہدین نے معاہدے کئے، لیکن انہوں نے اس کی پاسداری نہیں کی۔ اب وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ طالبان کی حکومت کو مختلف اسلامی ممالک تسلیم کر رہے ہیں۔ اسلام اور جہاد افغانستان کا تشخص ہے افغانوں پر باہر سے کوئی حل مسلط نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے کہا کہ مرحوم صدر ضیاء الحق کا یہ کہنا بجا تھا کہ بالآخر افغانستان میں ایسی اسلامی ریاست قائم ہو گی جو باقی اسلامی دنیا کیلئے مثال بنے گی۔

نازیبا کلمات کے استعمال پر امریکی سینیٹر کی معذرت

امریکی سینیٹر جوزف برن نے اپنے ٹی وی انٹرویو کے دوران اسلام سے متعلق نازیبا کلمات کی ادائیگی پر معافی مانگ لی ہے۔ انہوں نے خدشہ ظاہر کیا تھا کہ عراق پر امریکی حملے سے اسلام امریکہ کے لئے جارحانہ مذہب ثابت ہو سکتا ہے۔